آستانہ سید بابا کلکتہ

سیّد بابا مداری

آپ ہیں بیشک امینِ نسبتِ قطب المدار
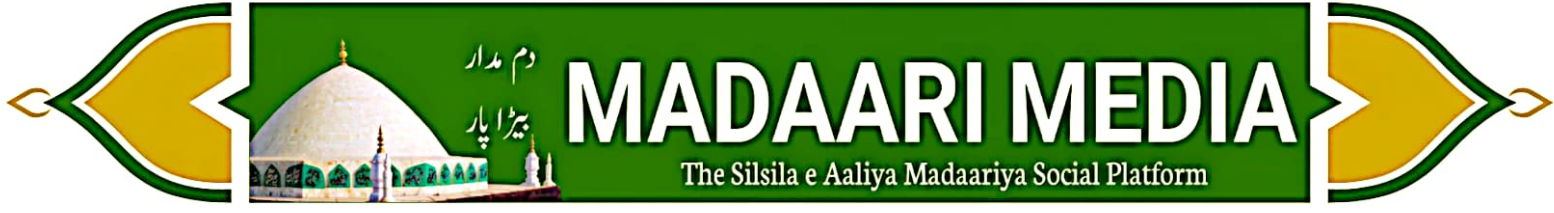
اِفتخارِ اولیا ہیں حضرت سیّد علی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

هُوَالْبَدِیْعُ

حیاتِ

حضرت سید بابا مداری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد باقر جائسی و قاری مداری

نام کتاب: حضرت سید بابا مداری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف: حضرت مولانا محمد باقر علی خاں وقاری مداری جائسی

سن اشاعت: ۱۹۸۳ء مطابق ۱۴۰۳ ہجری

حیات سید بابا مداری رحمۃ اللہ علیہ

فاضل ادب مفکر ملت، حضرت علامہ مولانا محمد باقر علی وقاری مداری جائسی ثمہ کانپوری کی تحریر کردہ کتابوں میں مرشد کامل و معین عامل در معمولات ابوالوقار کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ الکواکب الدراریہ فی مناقب مداریہ کا عربی سے اردو میں ترجمہ بھی مقبول خاص وعام ہوا۔

کتاب سید بابا مداری جس میں مولانا باقر صاحب نے حضرت قطب عالم سید بابا مداری رحمت اللہ علیہ کے حالات تحریر فرمائے ہیں۔ مولانا موصوف کی یہ تالیف بھی صوبۂ بنگال میں بہت مقبول ہوئی نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

محبوب علی مداری

ولی کامل عارف باللہ حضرت سید علی الملقب سید بابا مداری رحمتہ اللہ علیہ اپنے دور کے قطب اور فیض رسانِ خلق گزرے ہیں موصوف سلسلۂ عالیہ مداریہ زاداللہ شرفاً تعظیماً سے نسبت رکھتے ہیں۔

ولادت شریف:-

ہندوستان کے مشہور شہر کلکتہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید حیات علی اور والدہ معظّمہ کا نام زینت فاطمہ تھا۔ آپ کا خاندان محلّہ خضر پور کلکتہ میں ہمیشہ باعظمت سمجھا گیا۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی ابتدائی تعلیم والد محترم کے زیر سایہ ہوئی۔ والد کے انتقال

کے بعد والدہ محترمہ نے مدرسہ میں داخل فرمایا۔ یہاں آپ نے اساتذہ کی خدمت میں ادب سے رہ کر علم دین کی تحصیل فرمائی آپ کی خداداد ذہانت کا عالم یہ تھا کہ قلیل مدت میں علم ادب فقہ و تفسیر وحدیث اور منطق وفلسفہ میں کامل دسترس حاصل فرمائی علوم ظاہری کی تحصیل سے فراغت کے بعد علوم باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔

آپ کا اسم گرامی سید علی ہے ایک مدت گذر جانے کے بعد جب آپ نے ترک دنیا اور عبادت کی زندگی اختیار کی اور مخلوق خدا پر آپ کا فیضان ہوا تو عوام وخواص آپ کو سید بابا کہنے لگے اور آج تک آپ اسی نام سے مشہور ہیں۔

تحصیل علوم ظاہری کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے شادی فرمادی۔آپ سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئی ۔ بڑے صاحبزادے کا نام سید اکبر علی اور چھوٹے کا نام سید اصغر علی اور صاحبزادی کا نام سیدہ تسکین فاطمہ تھا۔ سید اصغر علی صاحب لاولد رہے۔ سید اکبر علی سے آپ کی نسل چلی۔ آپ ہی کی نسل پاک میں موجودہ سجادہ نشیں سید سلطان احمد صاحب ہیں۔ جن کا شجرۂ جدی مندرجہ ذیل ہے۔

سید سلطان احمد بن سید عبد اللہ عرف شاہ چھملی بن سید حمید اللہ عرف شاہ دھڑلا بن سید آصف علی بن سید اکبر علی بن سید علی الملقب سید بابا مداری رحمۃ اللہ علیہم

تلاشِ مُرشِد

حضرت سید بابا مداری رحمۃ اللہ علیہ تلاش حق کے جذبہ سے متاثر ہو کر مشاہدۂ حق میں اس قدر مست وبیخود ہوئے کہ اپنی بھی خبر نہ رکھی جب ہوش آتا نعرۂ حق بلند فرماتے اور پھر مشاہدۂ حق میں گم ہو جاتے ،ایک عرصہ انہیں کیفیات میں گزرا مگر منازل سلوک کی حدیں طے نہ ہوئیں آپ نے منازل سلوک ومعرفت طے

فرمانے کے لئے ایک مرشد کامل کی ضرورت محسوس کی۔ نتیجتاً وطن عزیز کو خیر باد کہا۔ متعدد خانقاہوں پر حاضری دی اور مشائخ کرام کی صحبت میں رہے مگر کہیں بھی تسکین قلب وروح نہ ہوئی۔ خدا پر شاکر رہے نہ مایوس ہوئے نہ ہمت ہاری حالت سفر میں ایک شب کسی بزرگ نے حضرت سید بدیع الدین قطب الاقطاب قطب المدار رضی اللہ عنہ ' کے آستانہ پر حاضری کا اشارہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سید علیؒ وہیں تمہارا حصہ ہے خواب سے بیدار ہوتے ہیں۔ بیتابانہ صعوبت سفر برداشت کرتے ہوئے دار النور مکن پور شریف حاضر آستانۂ سیدنا قطب المدار رضی اللہ عنہ ہوئے روضہ مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور دیر تک مزار اقدس کی جالیوں کے قریب مراقب رہے۔ دل کو حقیقی سکون حاصل ہوا اور آپ نے سمجھ لیا کہ میری آرزوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔

(حضرت خواجہ سیّد محمود ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حضوری ہوئی۔)

حضرت خواجہ سیّد محمود ثانی رحمتہ اللہ علیہ اس دور کے امام روحانیات اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کے جلیل القدر بزرگ اور خانقاہ عالیہ مداریہ کے صاحب سجادہ تھے حضرت سید بابا مداری رحمتہ اللہ علیہ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ خواب میں جو اشارہ ملا تھا اس کی تکمیل ہوئی حضرت سید بابا مداری رحمتہ اللہ علیہ نے حصول نسبت کی خواہش ظاہر کی۔

بیعت وخلافت

حضرت خواجہ سید محمود رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سید بابا رحمتہ اللہ علیہ کی طلب صادق کو دیکھ کر اور انہیں پابند شریعت پا کر نسبت خاندانی طیفوریہ مداریہ سے

سر فراز فرمایا اور خلافت واجازت عطا فرمائی سلسلہ مداریہ کے اشتغال اور اد و ضائف کی تعلیم فرمائی۔ اور اپنی نگرانی میں تکمیل فرمائی ہدایت فرمائی کہ جو امانتیں پیران سلاسل کی تمہیں ودیعت کی گئیں ہیں ان پر عمل کرنا اور ان کی حفاظت تم پر ضروری ہے۔ خدمت خلق کا جذبہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے حسن سلوک لازم ہے اس لئے بھی کہ ان میں اکثر اہل نجات ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہم جیسوں کا بھی اہل نجات میں شمار کر لیتا ہے۔ اپنے علم و فن پر فخر بے سود ہے بحث و مباحثے کو شعار نہ بنالینا۔ اس لئے کہ اللہ جس قوم سے ناخوش ہوتا ہے اس پر عمل کے دروازے بند کر دیتا ہے اور بحث کے دروازے کھول دیتا ہے منازل سلوک میں حرج واقع ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وطن واپسی کی اجازت دی حضرت سید علی شاہؒ نے عرض کیا کلکتہ شہر میں علمائے ظاہر اور باطن بہت ہیں ان کے درمیان ہمارا کیا مقام ہے۔ حضرت سید خواجہ محمود رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہاں کے لئے مخصوص فرمایا ہے۔ اور باری تعالیٰ وہاں تمہیں امتیازی شان عطا فرمائیگا۔

وطن کے لئے مراجعت

مرشد کی ہدایت کے مطابق حضرت سید بابا مداری رحمتہ اللہ علیہ دار النور مکن پور شریف سے رخصت ہو کر وطن عزیز پہنچے۔ وطن میں پہنچ کر والدہ ماجدہ کے قدم بوس ہوئے۔ ماں کی آنکھوں میں ازراہِ شفقت آنسو آگئے سفر کے حالات دریافت کئے کامیابی و کامرانی کی دعائیں دیں وطن پہنچنے کی خبر جب عام ہوئی تو آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے مخلوق خدا کا ہجوم ہونے لگا۔ مرشد کی نسبتوں کا آپ پر ایسا اثر ہوا کہ آپ کے حالات یکسر بدل گئے اکثر لوگ آپ کو پہچان نہ

سکے دل میں محبت رسول کے انوار روح میں عشق الٰہی کی تڑپ آپ کی گفتار سے ظاہر تھی مرشد کی روحانی توجہ اور ہدایت کے اثرات رنگ لائے تھوڑے ہی عرصے میں **منازل سلوک** طے ہوگئیں آپ کے کشف و کرامت **کا سکہ** لوگوں کے دلوں پر **بیٹھنے لگا** سرزمین بنگال کے صاحبان علم و دانش اور رہروانِ معرفت آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اور آپ سے فیوضِ باطنی حاصل کرنے لگے۔

حضرت سید بابا مداری کا شجرۂ مرشدیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز سرکار دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سیدنا بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت خواجہ سید ابو محمد ارغون رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت خواجہ محمود رحمتہ اللہ علیہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت خواجہ سید شاہ پیارے رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت خواجہ سید شاہ شاھن رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت خواجہ سید شاہ ہمن رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت خواجہ شاہ محمود ثانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید علی عرف سید بابا مداری رضی اللہ عنہ

والدہ ماجدہ کاوصال

والدہ ماجدہ کاوصال۔ حضرت سید بابامداریؒ کے والد ماجد کا وصال تو بچپن ہی میں ہو چکا تھا۔ آپ کی والدہ نے بڑی شفقتوں سے آپ کی پرورش اور تعلیم و ترتیب کا اہتمام فرمایا عمر طویل ہو چکی تھی علیل رہنے لگیں اچانک بہت بیمار ہو گئیں اور علاج کے باوجود روبصحت نہ ہو سکیں داعئ اجل کو لبیک کہنے سے پہلے حضرت سید علی شاہ سے ارشاد فرمایا کہ تم نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ میں تم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتی ہوں۔ اور دعا کرتی ہوں کہ رب تبارک و تعالیٰ تم کو دارین میں سر بلندیاں عطا فرمائے اور نعمتِ عرفان سے مالامال فرمادے۔ یہ دعا فرما کر ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ماں سے محرومی کا صدمہ جانگاہ ہوا مگر حضرت کے استقلال میں فرق نہ آیا مرضئ الٰہی پر صابر و شاکر رہے۔ ماں کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے درجات کو بلند فرمایا۔ اور آپ قطب کے درجے پر فائض ہوئے جو مدارجِ ولایت میں بلند مقام ہے۔

خوارقِ عادات

آپ صاحب کشف و کرامت اور اپنے دور کے قطب تھے بظاہر کوئی ذریعہ معاش نہ تھا البتہ شہر میں چند مکانات تھے جن کے کرایہ پر قانع زندگی گزارتے تھے اور شکر باری تعالیٰ ادا کرتے تھے۔ دنیا کو فانی سمجھ کر اس سے بے نیاز رہتے۔ تمام زندگی سادگی اور توکل پر بسر کی علماء کرام مشائخ عظام اور مہمانوں کی بے حد تواضع فرماتے عبادت وریاضت حلم و بردباری زہد و تقویٰ میں یکتائے روزگار تھے کمالات ظاہری و باطنی میں بے نظیر نام ونمود سے نفرت کرتے اور فقر وفاقہ پسند فرماتے غرباء و

مساکین کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے اور عوام و خواص سے حُسن سلوک سے پیش آتے ساری عمر مجاہدے اور مجادلے میں گزاری۔ حقائق و معارف کی وہ باتیں بیان فرماتے تھے کہ اہل عرفان کو حیرت ہوتی فرائض و واجبات نوافل خصوصاً تہجد پابندی سے ادا کرتے اور آپ کی ذات ستودہ صفات سے مشرقی و مغربی بنگال میں دین رسول صلی اللہ علیہ وسلم سلسلہ عالیہ مداریہ کی بے حد اشاعت تبلیغ ہوئی۔ آج بھی بنگال و بہار میں لاکھوں لوگ نسبت سلسلہ عالیہ مداریہ سے مالامال نظر آتے ہیں اور ہر مذہب وملت کے لوگ آپ کے حضور حاضر ہو کر اپنی اپنی حاجتیں پیش کرتے نامراد آتے اور بامراد واپس جاتے۔ آپ جس کے لئے جو دعا فرماتے اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت سے نوازتا۔

تاثیر دعا:-

ایک بار بنگال میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط پڑ گیا فصلیں تباہ ہو گئیں غلہ کم یاب ہو گیا مخلوق خدا فاقوں سے مرنے لگی شہر کے لوگ مجتمع ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش کے لئے رب کائنات سے دعا کرنے کی درخواست کی مخلوق خدا کو پریشان دیکھ کر آپ تڑپ اٹھے آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے عرض کرنے لگے اے خالق کائنات تو ہمارا خالق و مالک ہے تو نے ہم کو اپنی مرضی سے پیدا فرمایا ہمارا ظاہر و باطن تجھ سے پوشیدہ نہیں تو خوب جانتا ہے کہ میں ایک گناہ گار بندہ ہوں احساس شرمندگی اور ندامت کا بوجھ لئے ترے در پہ حاضر ہوں۔ اپنی مخلوق پر رحم فرما اور اپنے پیارے محبوب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل باران رحمت فرما اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی ایسی دھواں دھار بارش ہوئی کہ

لوگوں کا گھر واپس ہونا دشوار ہو گیا سارا علاقہ سیراب ہو گیا۔ لوگ خوشی خوشی اپنے
گھر کو واپس گئے پورے بنگال میں آپ کے فضل وکمال کی شہرت عام ہو گئی۔

کشف کرامات

پروردگار عالم جنہیں اپنا محبوب اور دوست بنالیتا ہے انہیں دوسری مخلوقات
پر امتیازی شان عطا فرمانے کے لئے کچھ ایسی طاقت عطا فرماتا ہے۔ جو عوام الناس کو
ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہے۔ انہیں طاقتوں کا ظہور جب انبیاء کرام سے ہوتا ہے تو وہ
معجزہ کہلاتا ہے اور جب کسی ولی سے ظاہر ہوتی ہے تو کرامت کہلاتی ہے۔

حضرت سید بابا مداریؒ چونکہ قطب وقت تھے اس لئے ان کی ذات مبارک
سے سیکڑوں کرامات کا ظہور ہوتا ہی رہتا تھا۔ جن کا بالتفصیل ذکر اگرچہ ناممکن نہیں
پھر بھی دشوار ضرور ہے اس کتابچہ میں جو مختصر صفحات پر مشتمل ہے اتنی گنجائش نہیں
کہ حضرت سید بابا کی کرامات کا تفصیلی ذکر کیا جائے اجمالی طور پر چند کرامات کا ذکر کیا
جاتا ہے۔

ایک بار آپ کا ایک عقیدت مند چند سال آپ کی خدمت میں رہا لیکن اس
کے حالات وکیفیات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی ایک دن دل ہی دل میں سوچنے لگا
کہ اگلے دور کے بزرگ ایسے صاحب کمالات ہوتے تھے کہ چشم زدن میں مرتبہ کمال
پر پہنچادیتے تھے اس دور میں ایسے کامل بزرگ نظر نہیں آتے سید بابا مداری پر یہ بات
منکشف ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ آج بھی ایسی ہستیاں موجود ہیں جن کی ذراسی توجہ
سے مومن کو ولایت کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے یہ بات منہ سے نکلی ہی تھی کہ اسی

وقت عقیدت مند کے حالات میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی اور اعلیٰ مقام ومرتبہ کا حامل
بن گیا۔

ایک بنگالی استدراج وکہانت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا ایک دن آپ کی
خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کچھ کمال آپ دکھایئے کچھ کمال میں اپنا دکھاؤں آپ
کو اس کی یہ گستاخی ناگوار ہوئی۔ آپ نے اس کے ساحرانہ کمالات سلب کر لئے۔ وہ
دیوانہ وار جنگلوں وبیابانوں میں پھرتا رہا مجبور ہو کر پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا
اپنی گستاخی کی معافی چاہی۔ اور افعال بد سے توبہ کی اور آپ کے دست مبارک پر
مسلمان ہو گیا آپ نے اس کا نام نصر اللہ رکھا۔

ایک دن آپ کی خدمت میں ایک ضعیفہ زاروقطار روتی ہوئی آئیں اور
عرض کرنے لگیں میرا ایک ہی بچہ ہے جو عرصے سے بیمار ہے آخری سانسیں لے رہا
ہے خدا کیلئے آپ توجہ فرمائیں تو مجھے یقین ہے کہ میری ضعیفی کا سہارا دنیا میں قائم رہے
گا۔ ضعیفہ کی مایوسی وخستہ حالی پر آپ کو ترس آیا مکان پر تشریف لے گئے بچہ موت کی
ہچکیاں لے رہا تھا آپ نے بارگاہ رب العزت میں اس کی صحت کے لئے دعا فرمائی چند
ہی لمحے گذرے تھے کہ لڑکا صحت یاب ہو گیا اور ایسا ہو گیا جیسے کبھی بیمار ہی نہ تھا۔ ضعیفہ
کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

ایک روز آپ کے پاس ایک سادھو آیا آپ دریا کے کنارے تشریف
فرما تھے سادھو نے آپ کی خدمت میں چھوٹی سی شیشی پیش کی آپ نے دریافت فرمایا
کہ اس میں کیا ہے اس نے جواب دیا اس میں اکسیر ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس
کو اگر تانبے پر لگادیا جائے تو سونا بن جاتا ہے حضرت نے اس شیشی کو ندی میں ڈال دیا
اور فرمایا کہ انسان خود اک اکسیر ہے کسی دوسری اکسیر کی تدبیر کرنا انسان کی توہین ہے۔

سادھو کو بہت رنج ہوا اور کہنے لگا آپ نے میری تمام عمر کی محنت ضائع کر دی۔ آپ نے سادھو سے دریافت فرمایا کہ اکسیر کیسی ہوتی ہے جواب دیا جیسی خاک ہوتی ہے آپ نے دریا کی خاک اٹھا کر فرمایا کہ یہ ریت بھی اکسیر ہے۔ لے جاؤ اور سونا بناؤ سادھو کو یقین نہیں آیا لیکن اس نے آزمائش کے لئے دریا کی ریت تابنے پر ملی تابنہ سونا بن گیا سادھو آپ کی کرامت دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ اور آپ کی خدمت میں رہنے لگا اور آپ کی صحبت کے اثر سے درجہ کمال پر پہنچا۔

-: سات نورانی اقوال :-

فرمایا:- طالب صادق وہ ہے جو اپنے قلب و روح کی حفاظت کرے ۔

فرمایا:- عشق الٰہی حاصل زندگی ہے ۔

فرمایا:- عشق حقیقی کو بقا اور عشق مجازی کو فنا لازم ہے ۔

فرمایا:- زندہ وہ ہے جس کی کوئی سانس یادالٰہی سے غافل نہ ہو ۔

فرمایا:- مردان خدا وہ ہیں جو صفات باری تعالیٰ سے متصف ہوں ۔

فرمایا:- فقر کی دولت دنیا کی ہر شئے سے بے نیاز کر دیتی ہے ۔

فرمایا:- توحید کے مباحث سے توحید میں گم ہو جانا بہتر ہے۔

حضرت کا وصال

حضرت سید بابا مداری رحمتہ اللہ علیہ کا سن ولادت مختلف خاندانی تحریروں سے جو ثابت ہوتا ہے۔ وہ ۱۰۲۶ ہجری ہے ہندوستان میں اس دور میں شاہجہانی حکومت تھی جب آپ اپنے مرشد کی توجہ سے مرتبۂ ولایت پر فائض ہوئے تو حکومت بدل چکی تھی۔ اور شہنشاہ اورنگ زیب عالم گیر رحمت اللہ علیہ کو چونکہ دربار

مدار العالمین سے نسبت رکھنے والے جتنے بزرگ تھے۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونا وہ اپنے لئے سعادت تصور فرماتے تھے چنانچہ صوبۂ بنگال کے عاملان حکومت شاید اسی باعث سید بابا مداری کے دربار میں حاضری دیتے رہتے تھے اور جب سید بابا کے انتقال کی خبر عام ہوئی تو جہاں لاکھوں بندگان خدا اور عقیدت مندوں کا اژدھام تھا وہاں عاملان حکومت بنگال بھی تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے۔

حضرت سید بابا مداری رحمتہ اللہ علیہ کا جب وقت وصال قریب آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت سید اکبر علی خلف اکبر کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اور انہیں ہدایت کی کہ خدمت خلق برابر کرتے رہنا جو نعمتیں دربار سید نا مدار العالمین سے مجھے عطا ہوئیں۔ وہ میں تمہیں ودیعت کرتا ہوں۔ ان کی حفاظت کرنا اور سلسلۂ عالیہ مداریہ کی ترویج و اشاعت میں بہ دل کوشاں رہنا اور حاضری آستانۂ عالیہ مداریہ کو اپنا فرض منصبی سمجھنا۔ یہ فرما کر آپ نے کلمہ طیبہ پڑھا اور جان جہانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ اِنّا للّٰہ وَاِنّا اِلَیہ رَاجعوُن۔

حضرت کا وصال مبارک ۲۷ر جمادی الاول (مدار کا چاند) ۱۱۱۸ ہجری میں ہوا آپ کا مزار اقدس ہیسٹنگ میدان میں درمیان سڑک واقع ہے۔ اور سڑک کے متصل فوجی چھاؤنی ہے چھاؤنی کے قریب آپ کا آستانہ عالیہ ہے جس آراضی پر آپ کا آستانہ عالیہ ہے وہ تمام آراضی نسلاً بعد نسلاً ان کی اولاد کے قبضے و تصرف میں رہی آپ ہی کی اولاد میں موجودہ سجادہ نشین سید سلطان احمد و قاری مداری ہیں۔ وہ سارا علاقہ سید سلطان احمد و قاری مداری سجادہ نشین آستانۂ سید بابا مداری کے تصرف میں ہے۔

حضرت سید بابا مداری رحمتہ اللہ علیہ نے عالم رویا میں سید سلطان احمد صاحب کو اپنے مزار مقدس کی تعمیر کا حکم دیا ہر چند کہ آپ کے پاس اتنا سرمایہ نہ تھا

مگر یہ بھی سید بابا کی کرامت کہ تعمیری مرحلوں میں کوئی رکاوٹ نہ آئی ہر طرح سے غیبی مدد ملتی رہی سید سلطان احمد نے زرِ کثیر صرف کیا سید بابا رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ کو ایسا حسین و دیدہ زیب بنادیا جو اپنی مثال آپ ہے زائرین دیکھ کر متحیر رہ جاتے ہیں آپ کے آستانے پاک کا سارا انتظام واہتمام سید سلطان احمد وقاری مداری فرماتے ہیں۔

عرس شریف

حضرت سید بابا رحمت اللہ علیہ کا عرس شریف ۲۷؍ جمادی الاول (مدار کا چاند) ہوتا ہے۔ عرس شریف میں عقیدت مندوں کا اژدہام ہوتا ہے۔ اور عرس شریف میں محفلِ وعظ و نعت و مناقب قرآن خوانی عام لنگر مہتمم سید سلطان احمد و قاری مداری بڑے اہتمام و حوصلے سے کرتے ہیں۔ عرس شریف کے علاوہ ہر جمعرات کو شہر اور دوسرے مقامات کے حاجتمند صبح سے رات تک ہزار ہا کی تعداد میں حاضر ہوتے ہیں۔ زائرین چراغاں کرتے ہیں مزار پاک پر پھولوں کا انبار لگ جاتا ہے۔ جن کی منتیں پوری ہوتی ہیں وہ آپ کے مزار پر چادریں لے کر حاضر ہوتے ہیں غلاف پوشی کی رسم ادا کرتے ہیں۔ آپ کا فیض روحانی مثل آب رواں جاری وساری ہے جو زائرین وحاجتمندان آپ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوتے ہیں وہ سید سلطان احمد کو اپنا وکیل دعا بنا کر نذر عقیدت پیش کرتے اور ان کی دعائیں حاصل کرتے ہیں۔ سید سلطان احمد سجادہ نشین و مہتمم آستانہ عالیہ سید بابا مداری رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادگان مختلف طبائع کے حامل ہیں۔ لیکن سید وصی احمد خانقاہی اصول و آداب و ضوابط کے پابند ہیں۔ ایسا اندازہ ہوتا ہے کہ سید سلطان احمد صاحب و قاری مداری کے بعد خانقاہ عالیہ کے یہی جانشین ومہتمم ہوں گے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

سید شمشیر احمد صاحب، سید نصیر احمد صاحب، سید وصی احمد صاحب، سید محمد احمد صاحب، سید عرفان احمد و سید مدار احمد صاحب ان حضرات کا نسب نامہ حضرت سید بابا سے ملتا ہے جیسا کہ اس کتاب میں تحریر کیا جاچکا ہے۔

(سجادہ نشین کی بیعت وخلافت)

سید سلطان احمد و قاری مداری نے اپنے اجداد کی نسبت مداریہ کو دائم و قائم رکھنے کے لئے دارالنور مکن پور شریف حاضر ہو کر قطب عالم مولانا ابوالوقار سید کلب علی رحمتہ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کی اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے خاندانی روایت کے مطابق ہمیشہ حاضر آستانہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف ہوتے ہیں۔

سید سلطان احمد و قاری مداری صاحب کا شجرۂ مرشدیہ

رحم کر اے دستگیر بے کساں بہر سردارِ دو عالم نورِ جاں
سن لے دل کی اے خدا بہرِ علی مجھ پر کر رازِ طریقت منجلی
فقر کی سب منزلیں ہو جائیں طے واسطہ یارب حسن بصری کا ہے
اے خدا بہر حبیبِ پاک دل عشق کی ہو آگ دل میں مشتعل
بہر حضرت بایزیدِ پاک باز کھول دے الفت کے اپنے مجھ پہ راز
بہر حضرت سیدی قطب المدار دین و دنیا میں تجھے پر ہو مدار
بو محمد کے لئے اے کبریا کر درِ پاکِ محمدؐ کا گدا
صدقہ حضرت خواجۂ محمود کا حمد میں اپنی مجھے رکھ اے خدا
یا الٰہی شاہ پیارے کے لئے اپنی چاہت اور اپنا عشق دے
بہر خواجہ شاہ شاہن ربنا انتہائے فقر کر مجھ کو عطا
شاہ ہمن کے لئے اے ذوالکرم دور کر دل سے مرے کل ہم و غم

اُس شہ محمود ثانی کے طفیل ہونہ یارب سوئے دنیا دل کو میل
صدقہ میں حضرت شہِ معروف کے کر منور نور عرفاں سے مجھے
بہر شاہ مولوی عبدالجلیل دے بزرگی کرنہ عالم میں ذلیل
صدقہ خواجہ شاہ فضل اللہ کا راستہ بتلا دے اپنی راہ کا
ثانی خواجہ شاہ پیارے کے لئے یا خدا حب محمد مجھ کو دے
بہر ثانی مولوی عبد الجلیل تو ہی ہو ہر حال میں میرا کفیل
بہر خواجہ مولوی نجم دیں کردے اپنی مہر سے روشن جبیں
بہر ذاتِ پاک شمس الدین حق منکشف مجھ پہ ہوں حالاتِ طبق
بہر مرشد سیدی کلبِ علی سامنے تیرے ہوں یارب ملتجی
واسطہ سلطان احمد کا شہا فقر کی نعمت مجھے کردے عطا

دین ودنیا کے برائیں میرے کام
بے تردّد جملہ یارب انام

مؤلف کو جہاں تک حضرت سید باباؒ کے حالات معلوم ہوسکے وہ اس کتابچہ میں درج کردیئے۔ تاکہ قارئین ایک ولی کامل کے حالات سے واقف ہوسکیں اور مؤلف کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

مولانا محمد باقر وقاری مداری

پیش لفظ

میرے اجداد کیوں کہ شہنشاہِ اولیاء کبار حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے! اور حضرت سیدنا مدار العالمین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ ہی نے ہمارے اجداد کو شاہ کا خطاب عنایت فرمایا۔ اور اسکے علاوہ اور بھی اعزاز واکرام سے نوازہ اسی لئے میری ساری پشتیں جو مسلمان گذریں وہ سب ہی سلسلۂ عالیہ مداریہ سے وابستہ رہیں۔ میں بھی الحمد اللہ سلسلہ عالیہ وقاریہ مداریہ ہی سے منسلک ہوں۔ تمام سلاسل کے اولیاء سے عقیدت و محبت ہے لیکن جہاں کہیں معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۂ عالیہ مداریہ کے کسی بزرگ کا مزار مقدس ہے تو وہاں ضرور حاضر ہوتا ہوں۔ پہلی بار جب کلکتہ آیا تو معلوم ہوا کہ ہیسٹنگ میدان خضرپور میں حضرت قطب عالم سیدنا سید علی الملقب سید بابا مداری رحمتہ اللہ علیہ کا آستانہ ہے تو معمول کے مطابق حاضری کی سعادت حاصل کی صاحب آستانہ کے حالات معلوم ہوئے کہ آپ سلسلۂ مداریہ سے ہیں سلسلۂ عالیہ مداریہ کے چار عظیم الشان گروہ ہیں جو حضرت سید بدیع الدین قطب الاقطاب زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے چار خلفاء سے جاری ہوئے پہلا سلسلہ خادمان جو ہر سہ خواجگان یعنی بھتیجہ کے تین بیٹوں سے جاری ہوا دوسرا سلسلہ دیوان گان، تیسرا سلسلہ عاشقان اور چوتھا سلسلہ طالبان حضرت سید بابا مداری گروہ خادمان مداریہ میں خواجہ سید محمود سے بیعت ہیں۔ جیسا کہ سید بابا نامی کتاب میں جو شجرہ مولانا محمد باقر جائسی نے تحریر فرمایا ہے اس کو نقل کیا گیا۔

جب بھی دربار سید میں حاضر ہوتا تھا صاحبزدگان سید سلطان احمد اور دیگر

حضرات حکم فرماتے کہ سید سلطان احمد صاحب و قاری مداری کے حالات تحریر کروں۔ اسی لئے میں جب آستانہ سید باباؒ میں حاضر ہوتا تو موصوف کو بہت قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا۔ موصوف میں جو اک عظیم خوبی میں نے دیکھی وہ یہ کہ آپ کی زیادہ تر زندگی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق گزرتی ہے۔

سخاوت و قناعت، اخلاق و محبت، صبر و رضا عبادت، حلم و صلح رحمی، اخوت و مروت، شدت و دلیری، ورفیق القلبی، نیابت و امامت، انصاف پسندی، عبادت و ریاضت، و فغان نیم شبی، اور مفلسی و تونگری، گھریلو زندگی ہو یا بیرونی، اپنوں کے معاملات ہوں، یا غیروں کے مسائل غرض کہ زندگی گذارنے کے اکثر و بیشتر طریقے قرون اولیٰ کے مسلمانوں جیسے نظر آتے ہیں۔

آپ کے مرشد قطب عالم مولانا ابوالوقار سید کلب علی جعفری مداری علیہ رحمت والرضوان بھی پیکر سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا ہر اک عمل سنت رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا تھا آپ جب مولانا حکیم سید شمس الدین علیہ رحمت والرضوان سے بیعت ہونے کے لئے حاضر ہوئے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ایک شرط پر میں بیعت کروں گا کہ پوری زندگی میں اگر ایک وقت کی نماز بھی قضا کی تو ہمارے حلقہ ارادت سے خارج ویسے بھی آپ نماز کے سختی سے پابند تھے مرید ہونے کے بعد سے آپ نے کسی بھی حالت میں نماز قضا نہ ہونے دی آپ کے ہم عصر بزرگوں سے میں نے خود سنا ہے کہ ایسا بزرگ میری نظر سے نہیں گزرا دسیوں کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔

حضرت سید سلطان احمد و قاری مداری بھی اپنے مرشد کی طرح صوم و صلوۃ کے پابند ہیں۔ یہ تو میری نظر نے جو دیکھا میں نے چند الفاظ میں تحریر کرنے کی

کوشش کی اس کے علاوہ جو مجھ کو موصوف کی زبانی حالات معلوم ہوئے صاحبزادگان و متوسلین سے جانکاری ہوئی۔ وہ اس کتاب میں تحریر کر رہا ہوں۔

محبوب علی شاہ مداری گونڈوی

حیاتِ سلطان

مصنف:- مولوی محبوب علی شاہ و قاری مداری گونڈوی

اسم گرامی:- سلطان احمد

خطاب:- شاہ سخا، یہ خطاب خانقاہ وقاریہ مداریہ مکن پور شریف سے علامہ سید محضر علی وقاری مداری نے عنایت فرمایا۔

کنیت:- ابوالعرفان

جدی نسبت:- سید بابا مداری

رشدی روحانی نسبت:- وقاریہ مداریہ

ولادت و بچپن

شاہ سخا ابوالعرفان الحاج حضرت سید سلطان احمد وقاری مداری مہتمم و متولی و سجادہ نشین آستانہ حضرت قطب عالم سید علی الملقب سید بابا رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت بوقت صبح صادق بروز سوموار ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ آپ کے والد سید عبد اللہ عرف چمیلی شاہ مرحوم آپ سے بڑی محبت اور آپ کی سمت بڑی توجہ فرماتے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ آپ بچپن سے نہایت نیک خو اور متفکر مزاج تھے آپ کا چونکہ رجحان

زیادہ تر تصوف وروحانیت کی طرف رہتا تھا اس لئے حسب معمول جب والد مرحوم
سید سرکار میں حاضر ہوتے تو شاہ سخا کو اپنے ساتھ رکھتے والدین کے دیندار ہونے کی
وجہ سے گھر کا ماحول بہت خوشگوار تھا۔ اس خانقاہی اور دینداری کے ماحول میں آپ
بہت خوش خرم رہتے لیکن یہ خوشی زیادہ دن تک قائم نہ رہ سکی آپ کی عمر شریف دس
برس کی تھی۔ تب آپ کے والد کا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون آپ کی
والدہ کو ان کی تعلیم وترتیب کا بہت خیال رہتا ہر ممکن کوشش کرتیں کہ شاہ سخا کی دل
شکنی نہ ہو۔ اور ذہن علم کی طرف مائل رہے بہر حال والد صاحب کے وصال سے آپ
کی تعلیم پر اثر پڑا اور والدہ بھی مایوس رہنے لگیں معاشی پریشانیوں نے ہر طرف سے
گھیر لیا۔ حافظ حضرت محمد حسین صاحب جو بہت تجربہ کار مشفق اساتذہ میں تھے آپ
کی تعلیم کا بہت خیال رکھتے کسی طرح آپ نے قرآن کریم کے ۲۶ پارے ختم کئے اور
اردو کی کچھ کتابیں پڑھیں۔

شاہ سخا کا بچپن تھا والدہ صاحبہ شاہ سخا کو اپنے ہمراہ لے کر سید سرکار کی بارگاہ
میں آتیں اور مزار شریف کے قریب بیٹھا دیتیں پھر ایسے باتیں کرتیں کہ جیسے ہم
لوگ آپس میں گفت شنید کرتے ہیں۔ بس شاہ سخا کو یہ سنائی دیتا کہ والدہ صاحبہ
فرمارہیں ہیں کہ یا سید سرکار میں بھی مصیبت میں ہوں۔ اور قرض دار ہوں جو بھی
خالی دامن لے کر آتا ہے بھر کر جاتا ہے آپ سخی ابن سخی میری بھی بپتا سنئے میری بھی
مصیبت دور ہو اور سکون واطمینان کی زندگی نصیب ہو والدہ فرماتیں کہ جب میں یہ
عرض کرتی تو دیکھتی کہ چاروں طرف ہرا بھرا باغ اور سید سرکار کا مقبرہ بڑا عالی شان بنا
ہوا ہے۔ اور لوگوں کی آمد ورفت ہے۔ ایک طرف جیسے اشرفیوں سے بھری ہوئی
تھیلیاں رکھی ہوئی ہیں میں عرض کرتی کہ اے شہنشاہ بنگال اے سخی ابن سخی ہم کو بھی

اس میں سے کچھ عنایت کیجئے اسی اثنا ندائے غیبی آتی کہ بے فکر رہو یہ تمہارے لئے ہے
ملے گا ملے گا اس ندائے غیبی کے بعد سکون سا ہو جاتا تھا۔

مزار سے کچھ دور کرسیاں تھیں شاہ سخا اس پر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ دراصل وہ
کرسیاں صاحب لوگوں کی تھیں انگریز سیر وتفریح کے لئے آتے تو اس پر بیٹھتے ہر روز
سید سرکار کی یہ کرامت نظر آتی کہ کوئی پھٹے حال انسان نظر آتے اور ایک روپیہ دے
کر دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو جاتے یہ روپیہ شاہ سخا کے اخراجات کے لئے
کافی ہو جاتا جب تک مستقل آمدنی نہ تھی اور مفلسی رہی تب تک یہ عمل ہوتا رہا لیکن
اس کے بعد سے اب تک ایسا نہ ہوا۔

عبد اللہ

آپ کے والد سید عبد اللہ عرف چمیلی شاہ مرحوم فقیر دوست خدا ترس انسان
تھے۔ غریبوں مسکینوں میں بیٹھنا زیادہ پسند کرتے تھے۔ امیر آپ سے ملنا چاہتے تھے۔
لیکن آپ ان سے کنارہ کشی زیادہ مناسب سمجھتے اور بہت محتاط رہتے شاہ سخا سے آپ بھی
بہت پیار کرتے۔ بحری جہاز کی ملازمت سے جو وقت بچتا سارا کا سارا وقت اپنے جد قطب
عالم سید سرکار کے آستانے پر گذارتے اور شاہ سخا کو اپنے ہمراہ رکھتے اور تعلیم تلقین
فرماتے رہتے۔ والدین کے زیر سایہ بہت خوشی سے زندگی کے لحات گذر رہے تھے۔
لیکن آپ کے والد کا ۱۹۲۴ء میں وصال ہو گیا آپ کی قبر ولہ آنہ قبرستان میں ہے۔

والدہ محترمہ

آپ کی والدہ بڑی عابدہ وزاہدہ اور نیک طنیت تھیں۔ معمولات کی پابند
تھیں درود مداریہ آپ کا محبوب درود تھا۔ اکثر درود دداریہ پڑھا کرتیں اور حضرت

سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ سے آپ کو بہت عقیدت و محبت تھی آپ کی زبان پر اکثر یہ شعر رہتا۔

تازہ رہے جہاں میں یہ لشکر مدار کا
جلوہ ہے خاکساروں میں پروردگار کا

اور

دم دم بہ ہر قدم ہمہ دم دم مدارِ ما
ما طالبان و مرشدِ کامل مدارِ ما۔

آپ کا نامِ نامی سکینہ بی بی تھا۔ آپ شاہ سخا سے بہت زیادہ پیار کرتی تھیں اور اکثر فرمایا کرتیں کہ یہ میرا بیٹا دنیا کے لئے نعمت ثابت ہوگا ہر وقت اپنے ہمراہ شاہ سخا کو رکھتیں اور نصیحتیں فرماتیں کہ یہ دنیا سراسر سُراب ہے۔ اس کو آخرت کی حقیقت پر کبھی ترجیح نہ دینا۔ یہ دنیا کی دولت آخرت کے سرمائے پر کبھی افتخار حاصل نہیں کر سکتی ۔ نیک اعمال ہی دنیا و آخرت میں افتخار کا باعث ہیں لیکن کبھی بھی اپنے کسی عمل پر فخر نہ کرنا ایسے عمل کرو کہ دنیا تم پر فخر کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تم سے راضی رہیں سلسلہ مداریہ سے کبھی اعراض نہ کرنا اس لئے کہ یہی ہمارا سلسلہ ہے ہم اور ہمارے اجداد بھی سدا اسی سلسلہ سے وابستہ رہے۔ ہماری مرضی ہے کہ ہماری نسلیں اسی سلسلہ سے لپٹی رہیں قیامت کی چلچلاتی دھوپ میں ہم سب ایک دامن سید نا مدار العالمین رضی اللہ عنہ میں رہیں۔ آپ کا معمول تھا کہ سرکار سید بابا کے دربار گہربار میں زیادہ تر وقت گذارتیں۔ لیکن شوہر کے وصال کے بعد سے کچھ ذمیداریاں اتنی بڑھ گئیں کہ آپ کو دور بھی رہنا پڑتا۔ جب سید سرکار سے دور

رہتیں اک عجیب و غریب کیفیت رہتی۔ انتقال سے قبل ایسی باتیں کرتیں تھیں کہ یہ احساس ہوتا کہ آپ کا وصال بہت قریب ہے شاہ سخا کو آپ اور بھی پیار بھری نظروں سے دیکھتیں مسلسل علالت کی وجہ سے کمزوری بہت بڑھ گئی تھیں۔ لیکن نماز کا جب وقت آتا تو آپ کمزوری کی پروا بغیر نماز ادا فرماتیں ایک روز نماز و معمولات سے فرصت پا کر بیٹھیں جیسے نقاہت کا احساس زیادہ معلوم ہوا تو آرام فرمانے لگیں لیکن یہ نیند تو ابدی تھی آپ کا وصال ۱۹۴۲ء میں ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب والدین کا وصال ہو گیا تو گھر کی ذمیداریاں آپ کے سر آ گئیں تمام ذمیداریوں میں سب سے زیادہ اہم ذمیداری خانقاہ سید سرکار رحمتہ اللہ علیہ کی دیکھ ریکھ تھی اس لئے کہ والدین کی وفات کے بعد حاسدین کی تعداد بڑھ گئی تھی حاسدین ہر ممکن کوشش کرتے کہ کسی طرح شاہ سخا اپنے جدِ کریم حضرت سید بابا رحمتہ اللہ علیہ کے دربار کو چھوڑ دیں۔ جب لوگوں کو دیکھا کہ ان کی تحریک بڑھتی جا رہی ہے تو آپ مستقل سرکار سید بابا رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضر رہنے لگے۔

اولیاء اللہ کی عدالت

ایسے ہی کچھ حاسدین نے جب یہ دیکھا کہ سید سرکار کے دربار میں کچھ آمدنی بھی ہوتی ہے۔ تو وہ لوگ جو اکثر اوقات دربار سید میں حاضری دیتے رہتے تھے۔ شاہ سخا کو اکیلا اور بے سہارا سمجھ کر ستانے لگے بات یہاں تک پہنچی کہ پولس میں رپورٹ کی چاہتے تھے کہ کسی طرح ان کو بے دخل کر کے اپنا اڈا جمایا جائے اور حاسدین کے حامی اور خیر خواہوں کی بھی کثرت تھی اور شاہ سخا بظاہر بے سہارا تھے حاسدین نے یہ سمجھا کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس یہ مثال یہاں بھی صحیح ثابت ہو گی لیکن ایسا

کہاں اولیاء اللہ کی عدالت میں تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوتا ہے شاہ سخا نے دربار
سیدی سید بابا میں عرضی پیش کی ان لوگوں نے F.I.R. درج کرائی الغرض افسر آیا اور
تحقیقات شروع ہوئی۔ لوگوں سے معلوم کیا کہ یہاں کون پہلے سے رہتا ہے لوگوں نے
شاہ سخا کی نشان دہی کی پولس والوں کے جب معاملہ سمجھ میں آیا تو ان بدبختوں کو تنبیہ
کی اور شاہ سخا سے منت و سماجت کرنے لگے اور اطمینان دلایا۔ شاہ سخا مسکرائے اور فرمایا
ہم مطمئین ہیں اس لئے کہ ہم ہیں جن کے وہ ہمارے ساتھ ہیں۔

قربانیاں

ہسٹنگ میدان بھیانک سنسان جنگل تھا۔ اس جنگل سے لوگ گزرتے ہوئے
گھبراتے تھے۔ اتنی وحشت ہونے کے باوجود لوگ سید سرکار میں حاضری دینے آتے
انہیں لوگوں میں سے ایک شخص فوٹوگرافر تھا اس کا نام عبدالقادر تھا۔ اور نشہ کا عادی
تھا سید سرکار میں اکثر اوقات گزارا کرتا تھا۔ لیکن بڑا فیتن تھا۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے نہ
جانے کیا سوجھی کہ ایک درخواست شاہ سخا سید سلطان احمد و قاری مداری کے خلاف
فوج کے میجر مکرجی کو دی۔ کہ یہ لوگ پاکستانی ہیں ان لوگوں کا ہسٹنگ میں رہنا خطرے
سے خالی نہیں یہ لوگ کبھی بھی کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن میجر نے اس
درخواست پر کوئی دھیان نہیں دیا جب اس نے دیکھا کہ میجر مکرجی نے نظر انداز کر دیا
تو اس نے اسی قسم کی ایک درخواست دہلی روانہ کی دہلی سے تحقیقات کا حکم آیا مکرجی
تحقیق کرنے آئے دربار قطب عالم کے قریب کچھ دوری پر میجر نے کار کھڑی کی لیکن
کار ٹھہرنے سے پہلے اس کو یہ احساس ہوا جیسے کار کوئی الٹ دے رہا ہے۔ وہ اس کو
واہمہ سمجھا اور غصے کی حالت میں شاہ سخا کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یہ چہار دیواری کیسی

ہے اور یہ چادر کیوں ڈال رکھی ہے شاہ سخا نے فرمایا کہ جس کی منت پوری ہوتی ہے وہ
چادر وغیرہ چڑھاتا ہے۔ یہ چہار دیواری بھی کسی کی منت پوری ہوئی تو بنی ہے۔ ان
الفاظ نے جیسے کہ جلال کو جمال میں بدل دیا ہو وہ کہنے لگا کہ اگر میں منت مان لوں تو کیا پوری
ہوگی شاہ سخا نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔ آپ بھی کوئی منت مان لیجئے۔ میجر نے کہا کہ
میری والدہ مسلسل بیمار رہتی ہیں اگر ان کی طبیعت ٹھیک ہو جائے تو میں بھی کوئی
خدمت کروں گا۔ شاہ سخا نے فرمایا کہ یہاں سب سے زیادہ پریشانی پانی کی ہے۔ اس نے
وعدہ کیا کہ اگر والدہ اچھی ہو گئیں تو میں پانی کا انتظام کروں گا۔

اس کے بعد شاہ سخا نے تیل پانی وغیرہ پڑھ کر دیا۔ اور کچھ تبرکات ۔یئے اور
تیل پانی کے استعمال کا طریقہ بتایا میجر وہاں سے چلا گیا کچھ روز کے بعد اس کی والدہ مکمل
صحت یاب ہو گئیں میجر شاہ سخا کا بہت عقیدت مند ہو گیا۔ اور سید سرکار کے دربار
میں اکثر اوقات حاضری دینے لگا بزرگوں کے دربار بھی کیا ہوتے ہیں شکار کرنے کو
آئے شکار ہو کے گئے۔

کھیل کا میدان

جس جگہ قطب عالم سیدی سید بابا کا آستانہ ہے اس کے قریب میدان میں
لوگ فٹبال کھیلا کرتے تھے۔ کھلاڑی کھیلتے کھیلتے جب آستانہ سید کے قریب آتے تو
ہچکچاہٹ سی محسوس ہوتی اور کھیلنے والے گر جاتے اور جب کسی انگریز کے ساتھ ایسا
ہوتا تو وہ معلوم کرتا کہ ایسا یہاں ہی کیوں ہوتا ہے۔ تو لوگ اسے بتاتے کہ اس
میں ایک پادری کا مزار ہے۔ انگریز بھی احترام کرتے اور کہتے کہ یہاں کھیلنا مناسب
نہیں۔ کھلاڑی سبھی یہ خیال رکھتے کہ آستانے کے قریب نہ جائیں ایک روز شاہ سخا نے

یہ خیال کیا کہ یہ کھیل کا میدان نہ ہو تو زیادہ بہتر ہے جب شاہ سخا نے اپنے خیالات کا
اظہار کیا تو لوگوں نے ان کا مذاق اڑایا۔ یہ اتنا سا لڑکا بڑی بڑی باتیں کرتا ہے۔ اتنا پرانہ
کھیل کا میدان کون ختم کر سکتا ہے شاہ سخا کو جب ان کا طنز معلوم ہوا تو وہ کہنے لگے کہ جو
سلطان احمد کا قدم اٹھتا ہے اس میں سید کی مرضی پوشیدہ ہوتی ہے۔ لیکن لوگ مذاق ہی
اڑاتے رہے۔ شاہ سخا نے پولس کمشنر کے یہاں درخواست پیش کی۔ شاہ سخا کو پولس
کمشنر نے بلایا۔ اور کہا کہ۔ ابھی تک تو کسی کو کوئی پریشانی نہیں ہوئی اب پریشانی کیسے
ہونے لگی۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہاں اک بزرگ کا آستانہ ہے وہاں لوگ فاتحہ وغیرہ
پڑھنے آتے ہیں۔ ان کو تکلیف ہوتی ہے ہو سکتا ہے کہ کوئی زائر کھیل کے دوران کسی
کھلاڑی سے الجھ جائے تو اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہونگے۔ کمشنر نے جب یہ بے باک
گفتگو سنی تو فیصلہ سنادیا کہ پادری کے مزار آستانے سے دور کھیل کا میدان ہونا چاہیئے۔

فیضان سید بابا رحمتہ اللہ علیہ

انگریزوں اور ترکیوں سے جنگ ہوئی اس جنگ میں انگریزوں نے ترکیوں سے
شکست کھائی ترکی کا جھنڈہ لال تھا اس کے اوپر چاند تارہ بنا ہوا تھا۔ انگریزوں کو لال
رنگ اور چاند تارے والی ہر شے سے بڑی چڑھ تھی ایک روز ایک انگریز افسر گھوڑے پر
بیٹھا ہوا ادھر سے گذرا لال رنگ کی چاند تارے والی چادر دیکھ کر مزار سید باباؒ کی طرف
بڑھا۔ شاہ سخا کو موجود پا کر پوچھنے لگا کہ یہ سب کیا ہے اسے ہٹاؤ جب شاہ سخا نے اس کی
بات نہ مانی تو وہ اپنے گھوڑے کو بڑھاتا ہوا چادر شریف اُتارنے کیلئے بڑھا لیکن گھوڑا
آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹنے لگا ایسا لگا جیسے وہ شخص گھوڑا آگے بڑھانا چاہتا ہو اور
کوئی پیچھے ہٹا رہا ہو۔ اس نے جب گھوڑے کو مارا تو گھوڑا اس طرح بھاگا کہ اس نے

سانس نہ لی۔ اور پھر اس افسر کو شاہ سخا نے کبھی بھی اس علاقہ میں نہ دیکھا۔

محنت کا ثمر

چونکہ جہاں قطب عالم حضرت سید باباؒ کی عالیشان خانقاہ ہے۔ میری معلومات
کے مطابق اس علاقہ میں قبرستان ہے۔

ایک بار فوج کی طرف سے دباؤ پڑا کہ اس جگہ کو خالی کر دیا جائے افسر آیا اور
کہنے لگا کہ اس جگہ کو خالی کردو شاہ سخا کو جلال آگیا کہنے لگے ہم اپنی جان دے دیں گے
لیکن اس جگہ کو نہ چھوڑیں گے اس لئے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں ہمارے جد کریم مدفون
ہیں اور ہمارے ہی اجداد اس خانقاہ عالیہ کے سجادہ نشین ہوتے رہے آج ہم یہاں کی
خدمت کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہمارے بعد ہمارے بچے اس جگہ رہیں
گے اس نے کہا کہ ہمارے تمہاری کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی ہم کوئی بات نہ سنیں
گے اس جگہ کو خالی ہی کرنا ہوگا۔ اس لئے کہ یہاں ہوائی اڈہ بنے گا۔ شاہ سخا نے فرمایا
کہ آستانۂ شریف کے نزدیک آس پاس کی جگہ چھوڑ دیجئے باقی جگہ کیا ہوائی اڈے کے
لئے کافی نہ ہوگی اب وہ کچھ سنجیدہ نظر آنے لگا۔ اور کہنے لگا کہ تم مزار کے لئے جگہ کو
محدود کرلو یہ کہہ کر وہ چل دیا شاہ سخا نے دس دس فٹ پر بانس لگائے اور اس کے
درمیان چٹائی نسب کردی۔ جب چٹائی اور بانس کا کام مکمل ہوگیا تو آپ نے موقع
غنیمت جانا اور فرش اینٹوں کا بچھانا شروع کردیا۔ اتنی آپ نے محنت کی کہ جسم نڈھال
ہوگیا۔ اور چہرے کا رنگ بدل گیا اور منہ سے خون آنے لگا۔ ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ کردیا
کہ آپ کو سل کا مرض ہوگیا ہے۔ آپ نے اس کی پروانہ کی سب سید سرکار کے
حوالے کردیا۔ بزرگوں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ایسا کرم فرمایا کہ آپ مختصر علاج سے

مکمل صحت یاب ہوگئے۔

بد کلامی کا نتیجہ

حضرت قطب عالم سید نا سید باباؒ کی بارگاہ میں لوگ دور دور سے چل کر حاضری دیتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ایک شخص دہلی سے آیا اور دربار سید سرکار میں حاضر ہوا۔ آس پاس گھاس دیکھ کر اس شخص نے یہ مشورہ دیا کہ سید صاحب یہ آستانے کے قریب کی گھاس صاف کر دیجئے شاہ سخا کو جھجک سی محسوس ہوئی اس لئے کہ آئے دن پولیس اور دیگر افسران مزار شریف کی زمین کے سلسلہ میں پریشان کرتے تھے شاہ سخا نے اب کی پروانہ کی اور گھاس کی صفائی شروع کر دی۔ محکمہ پولیس کا ایک افسر آیا اور اس نے آپ کو روکنا چاہا آپ نے اسے بہت سنجیدہ لہجے میں سمجھایا کہ سید بابا کے حضور لوگ برائے حضوری حاضر ہوتے ہیں۔ گھاس کی وجہ سے گھبراتے ہیں میں صفائی کئے دیتا ہوں۔ اس نے کہا یہ زمین جیسی ہے ویسی ہی رہنے دو تم یہاں صفائی نہیں کر سکتے جب تکرار بڑھی اس افسر نے کچھ نازیبا گفتگو کی۔ حضرت کو بھی غصہ آیا بات جب بڑھنے لگی تو اس نے کہا کہ میں ابھی جلدی میں ہوں مجھے ایک ضروری میٹنگ میں شرکت کرنا ہے واپسی میں تجھے دیکھتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ بہت سے لوگ آتے رہے اور دیکھتے رہے جا سید کے صدقہ میں اللہ تجھے یہ موقع ہی نہیں دے گا۔ وہ مغرور واقعی جلدی میں تھا میٹنگ میں پہنچا ایک شخص نے اس کے خلاف کوئی بات کی اس نے چاہا کہ اس شخص کو دھمکائے۔ اسی اثنا میں اس دوسرے شخص نے گولی ماردی اور وہ مغرور دنیا سے چل بسا اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ موقع نہ دیا کہ دوسری بار شاہ سخا سے بد کلامی کرتا۔

کرامت

شاہ سخا کے پاس ایک روز فوج کا جنرل آیا اس کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ بھی تھا۔ حضرت آرام فرما رہے تھے۔ اٹھ کر معلوم کیا کہ کیا بات ہے اس نے بتایا کہ یہ میرا بچہ سائیکل سے چلا آرہا تھا کہ ایک کالا کتا راستے میں ملا آپ سے جھوٹ نہ بولوں گا۔ بچے نے جان بوجھ کر کتے کو لات ماردی۔ تب سے اس کی حالت ایسی ہے کہ کبھی خاموش نہیں ہوتا ہے۔ ہمیشہ کچھ نہ کچھ بکتا رہتا ہے۔ ایسی ایسی باتیں کرتا ہے جو ہمارے وہم و گمان میں نہیں آتی ہیں۔ کوئی اس کو پاگل کہتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ اس پر کوئی شئے ہے۔ آپ ہی فیصلہ کیجئے۔

شاہ سخا نے فرمایا کہ فکر نہ کرو سید سرکارؒ کے وصیلہ سے قطب المدارؒ کے حضور عرضی پیش کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بچہ جیسا تھا ویسا ہی ہو جائے گا۔

آپ نے تیل پڑھ کر جو اس بچہ کے کان میں ڈالا بچہ ہوش میں آگیا۔ میجر یہ کرامت دیکھ کر حیران رہ گیا اور آپ کا دل سے معتقد ہو گیا۔

آنکھوں دیکھا حال

خانقاہ حضرت سید بابا میں لوگ ہر وقت رہتے ہیں جو مقررہ اوقات میں خدمت کرتے رہتے ہیں۔ شاہ سخا حضرت سید سلطان احمد صاحب کے گھر سے کھانا آتا اور تمام کارکندگان کو آپ اپنے ہاتھ سے کھانا تقسیم کرتے۔ وہ منظر عجیب ہوتا ہے۔ اپنی اپنی ڈیوٹی پر سب ہوتے ہیں۔ رفتہ رفتہ شاہ سخا پکارتے ہیں دیکھنے کی بات یہ بھی ہے کہ اولاد روحانی بھی ہے اور جسمانی بھی لیکن کسی پر کو فضیلت نہیں۔ سب کو ایک رنگ کھانا ملتا ہے۔ سب ہی مطمئن اور خوش رہتے ہیں۔

الغرض یہ اکثر سنتے رہتے تھے۔کہ ان کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ وصف رکھاہے کہ کھانا کبھی کم نہیں پڑتا ہے ہم نے یہ خیال کیاکہ کوئی موقع نکال کر آزمالیں گے ۔معمول کے مطابق کھانا آیا سنیچر کادن تھا جنوری کی گیارہ تاریخ ۱۹۹۲ء کلکتہ شہر کی بھینی بھینی سردی تھی ہر شخص اپنے کام میں منہمک تھا۔ لیکن بھوک کے آثار سبھی کے چہرے پر نمایاں تھے ۔کہ ایک بج چکا تھا گونگا بابا دوکان کے چبوترے پر بیٹھ کر بار بار روڈ کی طرف دیکھتے گونگا بابا کی یہ ادا اعلان کر رہی تھی کہ انکو بھی اس کار کا انتظار ہے جس پر روز کھانا آتا ہے،اس روز بجلی کا کوئی کام نکل آیا جس کی خبر شاید مستورات کو نہیں تھی کھانا آیا لوگ زیادہ تھے اور کھانا کم، کھانا کل اتنا تھا یعنی ایک ناشتے دان کے چار ڈبے دو میں چاول ایک میں آٹھ روٹی ایک میں سالن روٹی والے ڈبے میں سلاد وغیرہ۔ کُل کھانے والے سولہ تھے۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ آج تو کھانا کم ہونے میں شک کی گنجائش نہیں ہے اور جو لوگ کھانے کی مقدار سے صحیح واقف تھے ان کا بھی یہی خیال تھا کہ کھانا کم ہے اور کھانے والے زیادہ۔ وصی بھائی بیٹھ گئے ادھر عرفان بھائی اور لوگ ایک ایک رفتہ رفتہ کھانا کھاتے رہے ہم نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا ہم ہاتھ دھو کر واپس آئے یہ منظر دیکھ کر تعجب کی انتہا نہ رہی کہ اس مختصر کھانے کو سبھی لوگ کھا چکے تھے اور شاہ سخا فرما رہے تھے کہ اس بنگلا دیشی کو بلاؤ جو خانقاہ کے باہر رہتا ہے۔ وہ ہمارے سامنے کھانا لے گیا۔ حیرت تو یہ کہ کھانے والوں میں ایسے لوگوں کی اکثریت تھی کہ جو کھانے کو زندگی سمجھتے تھے۔ یہ بنگلادیشی ملا کر ۱۶ لوگ جب کھانا کھا چکے توشاہ سخا نے خود بھی کھانا کھایا۔ اور جب سب کھانا کھا چکے تو ہم نے خود بچے ہوئے کھانے کا جائزہ لیا۔ ۶ روٹی آدھا ڈبہ چاول سالن سلاد وغیرہ بھی موجود تھا۔ سارے کھانے والے ڈکاریں لے رہے تھے اور شاہ سخا معلوم فرما رہے تھے کہ کوئی کھانے کے لئے باقی تو نہیں۔

آپ کے معمولات

آپ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، ہر عمل میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کا لحاظ رکھتے۔ آپ ہمیشہ تہجد کے وقت بیدار ہو جاتے۔ اور نماز تہجد ادا فرماتے اور وہ تمام مشاغل وظائف وطرائق جو آپ کے مرشد۔ قطب عالم مولانا ابوالوقار سید کلب علی جعفری مداری مکن پوری رحمتہ اللہ علیہ سے آپ کو حاصل ہوئے تھے۔ حتی الامکان سب ادا کرتے یہاں تک کہ فجر کی نماز پڑھاتے اور فجر کی نماز میں تلاوت کلام الٰہی زیادہ کرتے۔ اور نماز بہت ٹھہر ٹھہر کر ادا کرتے۔ اور فجر کے بعد معمولات ادا فرماتے جو انہیں کی زبانی معلوم ہوئے ہیں یہ وہ جو آپ کے مرشد کی طرف سے بتانے کی اجازت ہے۔

یاعزیزُ ایک تسبیح یاملی یاوفیُ یاقوی یاغنی فجر میں ایک تسبیح یاحیُ یاقیوم۔ ایک تسبیح سبحان اللہ ایک تسبیح الحمد للہ ایک تسبیح اللہ اکبر ایک تسبیح درود مدار یہ دعائے گنج العرش کا ہمیشہ ورد رکھتے ۔اس کے بعد آپ کے محبوب مشاغل میں دعائے گنج بشخ بھی ہے۔ وظائف ومشاغل کے بعد آپ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ تلاوت کلام الٰہی کے بعد سید سرکار کے دربار میں حاضری دیتے شجرۂ مرشدیہ وجدیّہ پڑھتے پھر ختم جواجگان کرتے۔ اس کے بعد مسندِ سجادگی پر تشریف فرما ہوتے۔ آپ کو سادگی بہت پسند ہے۔ آپ جہاں تشریف فرما ہوتے وہاں ایک چٹائی بچھی رہتی ہے۔ اگر پہنے کے لئے متعلقین ومریدین معتقدین میں کوئی کپڑا وغیرہ نذر کرتا تو وہ دوسروں کو دے دیتے۔ اور خود بھی جو چیز منگواتے خود بہت کم استعمال کرتے اکثر غریب وغربا یا خانقاہ میں کام کرنے والوں کے سپرد فرمادیتے آپ جب کھانا کھاتے یہ پسند فرماتے کہ کوئی مہمان شریک ہو۔ ہمارے خیال میں شاید کوئی ایسا وقت نہ آیا ہو گا کہ آپ نے تنہا

کھانا کھایا ہو۔ رات کے کھانے اور ناشتے میں اپنے گھر پر بھی کسی کو شریک ضرور کرتے جو بھی ساتھ میں کھاتا ہو اس کو اپنے برتن میں کھلاتے۔ آپ نے تاجدار بنگال حضرت قطب عالم، عارف اللہ، حضرت سید سرکار الملقب سید باباؒ کے مزار شریف کے قریب داہنی طرف اپنی قبر اپنے سامنے بنوالی تھی تاکہ موت کو کبھی بھول نہ سکیں۔ آپ خاموش مزاج لیکن جلالی ہیں اگر کوئی قصور کرتا تو آپ اس سے بہت خفا ہوتے۔ لیکن بعد میں اتنی شفقتیں فرماتے کہ صاحب معاملہ کو کوئی شکایت باقی نہ رہتی آپ غربا پر بڑی مہربانی فرماتے ہر خدمت گذار کے ساتھ اس کی اجرت کے علاوہ بھی کچھ نہ کچھ سلوک فرماتے بیماری، دکھی موت، خوشی، شادی، بیاہ جتنی بھی ضرورتیں ہوتیں سب میں شریک رہتے ادھر آپ میں جلال ہے تو اس طرف رقیق القلبی بھی کسی کو تکلیف میں دیکھتے تو برداشت نہ ہوتی۔ کسی کو پریشان دیکھتے تو خود بھی پریشان ہو جاتے۔ ظہر کے بعد آپ کے معمول یہ ہیں اللہُ الصَّمَدُ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مددی ایک تسبیح اور ایک تسبیح۔

یَابَدِیْعَ الْمُحَبَّتِ وَالْمَحْبُوبِ بِالتَّطْهِیْرِ۔ اور عصر میں سورہ اخلاص ایک تسبیح ایک ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ مغرب میں کلمہ طیبہ ایک تسبیح عشاء میں ایک تسبیح یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ بَیْنَ الْخَلَائِقِ یا عزیز۔ اول و آخر درود مداریہ ۱۰۱ بار باسط۔

آپ کی آواز میں ایک خاص قسم کی کشش تھی جب اذان کہتے تو بہت بھلا معلوم ہوتا۔ اور کبھی حمد و نعت و مناقب اور غزل کے اشعار گنگناتے۔ نعت کے وہ شعر پڑھتے جو ان کے پیر زادے مولانا الحاج ابوالانوار سید ذوالفقار علی جعفری المداری قمر سجادہ نشین آستانہ عالیہ مداریہ خلف و جانشین قطب عالم ابوالوقار سید جلب علے مکن

پوری شریف، ضلع کانپور، یوپی آپ کا شاہ سخا کے ہم عمر بھی ہیں ۱۹۱۴ء میں شاہ سخا کی ولادت ہوئی اور ۱۹۱۹ء میں آپ دنیا میں تشریف لائے۔ آپ قمر تخلص فرماتے ہیں۔ اور نعت و مناقب غزل کے اچھے شاعر ہیں۔

ان کی نعت کے یہ شعر بھی آپ کو بہت پسند ہیں۔

صبا کیوں نہ بھائیں یہ انداز تیرے
لگاتی ہے تو روز طیبہ کے پھیرے

ازل پر ہیں چھائے ابد کو ہیں گھیرے
شفیعِ دو عالم کے کاکل گھنیرے

محمد کی اللہ رے کردار سازی
نگہباں بنے آج کل کے لٹیرے

کیا سوتی دنیا کو بیدار میں نے
ترا نام لے کے سویرے سویرے

جہاں سبز گنبد کے ہیں نوری سائے
چلو چل کے ڈالیں اسی در پہ ڈیرے

اسی در کی جانب پھرے گا زمانہ
لگاتے تھے جبرئیل جس در کے پھیرے

اس منقبت کے اشعار زیادہ پڑھتے ہیں یہ منقبت آپ کے مرشد کیوالد مولانا ابوالاسد سید خوشوقت علی رحمتہ اللہ علیہ کی ہے

ولی آپ جیسا جہاں میں کہاں ہے
مدار جہاں پر مدار جہاں ہے

اور سید محمد علی محضر مکن پوری کی یہ منقبت

وارث ہر انبیاء ہیں حضرت سید علی

نور عین مصطفیٰ ہیں حضرت سید علی

آپ کو بچپن ہی سے غزل سے ایک خاص قسم کا لگاؤ ہے ذہن بھی اچھا ہے جب کوئی غزل کا اچھا شعر سنتے تو یاد ہو جاتا۔ اس طرح آپ کو بہت اشعار یاد ہیں۔ اور ایک وصف یہ بھی ہے کہ شعر بر وقت پڑھتے غالب، ذوق، میر، اور نیاز مکن پوری اور ادیب مکن پوری کے بھی اشعار آپ کو بہت یاد ہیں۔

وصل سے شاد کیا ہجر سے ناشاد کیا

اس نے جس طرح سے چاہا مجھے برباد کیا

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا

اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو

دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

استاذ الاساتذہ سید معزز حسین ادیب مکن پوری کے یہ شعر

بالکل نہیں ہوں واقف آداب بندگی

بس سر جھکا دیا ہے تری بارگاہ میں

بے تعلق تو نہیں ہوتی ہے سورج سے کرن

چاہے جس در پہ ترے چاہنے والے جائیں

نیاز احمد صاحب نیاز ظہیری مداری مکن پوری

نیاز جب تک ہے تیرا ساقی تری حکومت ہے میکدے پر

ذرا جو اس کی پھریں نگاہیں نہ شیشہ تیرا نہ جام تیرا

ایک غریب عشق کی دولت

آنکھ میں آنسو پاؤں میں چھالے

اور یہ شعر جو مولانا قاری الحاج سید محضر علی جعفری و قاری مداری کے ہیں

میرے غم خانے میں ظلمت کے سوا کچھ بھی نہ تھا

کون آیا ہے یہ پھیلے ہیں اجالے کیسے

لغزش پہ نظر رکھنا لازم ہے تجھے محضر

لغزش ہی نے آدم کو جنت سے نکالا ہے

آؤ طوفان سے کھیلیں۔ کیا رکھا ہے ساحل میں

کچھ گمنام شعراء کے اشعار جس طرح وہ پڑھتے تھے میں تحریر کر رہا ہوں

ترے غم میں روتے روتے ہوا خون پانی پانی

تجھے اور کیا سناؤں شب ہجر کی کہانی

تم نہیں آئے تمہیں کھینچ کے لایا ہوں میں

اب کہو جذب محبت میں اثر ہے کہ نہیں

دیکھیے گردش تقدیر اسے کہتے ہیں

فاتحہ پڑھنے کو آئے تری تربت نہ ملی

اور نیاز مکن پوری کے یہ چار مصرعہ پسند کرتے اور گنگناتے رہے۔

ترا کرم جو نہ بخشے قبولیت کا شرف
صدا بہ صحرا ہیں دل ٹوٹنے کی جھنکاریں
ہماری سمت تجھے آنے میں تری مرضی
جو ہم بڑھیں تری جانب ہزار دیواریں

علامہ نیاز مکن پوری

قبول خالق اکبر جنوں کی ہے
جنوں ہی صاحب لا یحزنوں ہے
مگر دربار ختم المرسلین میں
جنونِ عرش پیاں سرنگوں ہے

گونگا بابا کی زندگی

نوجوانی کی عمر میں گونگا بابا پر ہمہ وقت جذب کا عالم رہتا۔ کسی وقت بھی ہوش نہ آتا راستے پر ادھر سے ادھر گشت کرتے رہتے تھے بچے بھی تنگ کرتے لوگ کوشش کرتے کہ ان کی دعائیں حاصل کی جائیں لیکن آپ سبھی سے دور رہتے۔ اگر بیٹھتے تو کہیں ایسی جگہ پر کہ جہاں کوئی بھی نہ ہوتا۔ لیکن سید باباؒ کے دربار میں اکثر اوقات حاضری دیتے رہتے۔ ایک دن شاہ سخا نے ان سے دربار میں ٹھہرنے کو کہا۔ انہوں نے شاہ سخا کا کہا مان لیا۔ اور سید سرکار کی خانقاہ میں ٹھہر گئے سید بابا کا فیضان روحانی اور شاہ سخا کی خصوصی توجہ سے گونگا بابا اصلی حالت میں آگئے۔ لوگوں کو بفضل سید سرکار آپ سے فیض پہنچنے لگا۔ لوگ آتے اور گونگا بابا ان کی پشت پر ہاتھ رکھتے

لوگوں کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا۔ اور مقاصد بھی پورے ہوتے۔ سید باباؒ کے دربار میں رہنے والے بھی ان کی بڑی عزت کرتے اور ان سے دعائیں حاصل کرتے۔ ان کی تمام خصوصیات میں یہ خصوصیت بھی ہے کہ ایک نہایت ایماندار اور دیانت دار ہیں۔ بغیر صاحب سجادہ کی مرضی کے کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاتے۔ اگر کسی جگہ دیکھ بھال ضروری ہوتی تو شاہ سخا انہیں کو وہاں مقرر کرتے۔ آپ بچوں سے بہت پیار کرتے۔ شاہ سخا کے بچوں کی پرورش میں آپ کا بہت ہاتھ رہا سبھی بچے گونگا بابا کی گود میں پلے ہیں۔ آپ شاہ سخا کے ہر حکم پر لبیک کہتے اور یہ انتظار کرتے کہ کوئی حکم ملے اور اس کی تعمیل کریں شاہ سخا کو ان سے بڑی محبت تھی اور شاہ سخا بھی ان کا خیال بچوں کی طرح رکھتے کوئی چیز اگر ہاتھ میں آتی تو سب سے پہلے گونگا بابا کو عنایت فرماتے۔

عرضداشت سید وصی احمد وقاری مداری

میں خاکپائے اولیاء اللہ الحاج سید وصی احمد وقاری مداری۔ خانوادۂ قطب عالم حضرت سید علی الملقب سید باباؒ کا فرد ہوں۔

یہ تحریر جو آپ کے سامنے مولانا محبوب علی وقاری مداری جو حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے سلسلہ مدار سے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے میرے والد الحاج سید سلطان احمد وقاری مداری اور قطب عالم سید بابا رحمتہ اللہ علیہ کے حالات تحریر کرنے کے لئے حکم فرمایا چونکہ سید بابا کی صوانح مولانا محمد باقر وقاری مداری جائسی پہلے تحریر کر چکے ہیں اس لئے سوانح سلطانی پر زیادہ تحریر کرنے کا مولانا نے حکم فرمایا ہے میں نے جو پڑھا ہے یا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یا بزرگوں سے معلومات ہوئی ہے۔ تحریر کر رہا ہوں۔

اور اپنا بھی تھوڑا سا تعرف پیش کر رہا ہوں میری پیدائش محلہ پائپ روڈ

میں 11.10.1950 میں ہوئی۔ میں چھ بھائی ہوں میرے بڑے بھائی کا اسم گرامی شمشیر
احمد و قاری مداری عرف پیارو ہے۔ ان کے علاوہ الحاج سید نصیر احمد و قاری مداری، الحاج
سید محمد احمد و قاری مداری ، سید الحاج عرفان احمد و قاری مداری، سید طفیل احمد و قاری
مداری۔

میری پرورش خانقاہی ماحول میں ہوئی۔ میرے والد الحاج سید محمد سلطان احمد
مہتمم و متولی و سجادۂ نشین آستانہ سید باباؒ ہیں۔ میرا رجحان بچپن سے تصوف اور روحانیت
کی طرف رہا میں نے جب بھی اپنا قدم لہب ولعب کی طرف بڑھایا تو یہ احساس ہوا جیسے
کوئی روحانی طاقت مجھے روک رہی ہے۔ اس کا سبب میرے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ میں
بچپن سے حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہا
ہوں مجھے یاد ہے کہ جب میری عمر ۱۰ ابرس کی تھی تب میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا
کہ میں بھی کسی سے مرید ہو جاؤں۔ جب قطب عالم مولانا ابوالوقار سید کلب علی رحمتہ
اللہ علیہ نے میرا یہ ارادہ پایا تو مجھے اپنے دست مبارک سے شیرینی کھلائی۔ پانی پلایا اور بسم
اللہ شریف کلمہ طیبہ پڑھایا۔ اور اپنے حلقۂ ارادت میں داخل فرمالیا۔ جب سے میری
روحانی تربیت شروع ہوگئی۔ 1977 میں میرے مرشد کا وصال ہوگیا۔ اور میری عمر
24 سال کی ہوئی۔ تو پھر مکن پور شریف پہنچا۔ تو شیخ المشائخ حضرت علامہ ابوالانوار سید
ذوالفقار علی سجادہ نشین آستانہ عالیہ مداریہ یہ بھی میرے مرشد و کے صاحبزادے ہیں۔
انہوں نے مجھے خرقۂ خلافت سے نوازہ۔ جسکے بارے میں میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ کہ
اتنی بڑی ذمہ داری مجھے سونپ دی جائے گی میرے والد کو جب یہ معلوم ہوا کہ مجھے
خلافت سے نوازہ گیا ہے تو وہ بہت خوش ہوئے اس کے بعد والد صاحب نے بھی ایسی
ذمہ داری میرے سپرد فرمائی کہ جس کے وزن سے میں ہمیشہ دبا رہوں گا۔ ہوا یہ کہ

شیخ طریقت علامہ الحاج سید منظر علی اور برادر خرد مولانا قاری الحاج
سید محمد محضر علی جعفری و قاری مداری مکن پوری ہر سال سید سرکارؒ کے عرس شریف
میں کلکتہ تشریف لاتے ہیں۔ ان حضرات کے سامنے اور دیگر حاضرین کے روبرو میرے
تمام بھائیوں کو والد صاحب قبلہ نے جمع کیا اور اپنی جانشینی اور خرقہ خلافت سے سرفراز
فرمایا۔ میرے سبھی بھائیوں نے والد صاحب قبلہ کے اس عمل کی تائید فرمائی۔ جب کہ
میں ان تمام مراتب کے لائق اپنے آپ کو نہیں پاتا اپنے سبھی مخلصین سے دست بستہ
عرض کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بطفیل قطب المدار رضی اللہ عنہ ان
تمام ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) شہنشاہ بنگال حضرت قطب
عالم سید علی شاہ باباؒ اقلیم تصوف و روحانیت کے تاجدار ہیں۔ آج بھی لوگ اپنا خالی دامن
لے کر آتے ہیں۔ اور گوہر مراد سے بھر کے جاتے ہیں۔ یوں تو ہر روز کوئی نہ کوئی
کرامت سامنے آتی ہے لیکن ایسے کچھ واقعات میں درج کر رہا ہوں جن کا عینی مشاہدہ
ہوا۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ میں خانقاہ میں موجود تھا کہ ایک عورت اپنی ایک بچی کو
لیکر حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میری منت کی چادر وغیرہ پیش کردیجئے۔ اور اسکے بعد اپنی
روداد بیان کرنے لگی کہ میری اس بچی کی آنکھیں چلی گئیں اور دنیا اس کی تاریک ہوگئی۔
اس کی تاریک دنیا نے میری کائنات میں بھی اندھیرا کر دیا۔ جب یہ لڑکھڑاتی تو یہ لگتا کہ
جیسے میرے امیدوں اور تمناؤں کا محل ڈگمگا رہا ہے جب یہ بھٹکتی تو یہ محسوس ہوتا کہ میری
روح کسی ویران کھنڈر میں بھٹکتی پھرتی ہے۔ یہ بچی میرے دل کی جنت ہے اس کی ہر خوشی
میرے لئے رشک جنت اور اس کا ہر غم میرے لئے جہنم سے کم نہیں۔ اپنی لاڈلی کو دیکھ
کر میں ہمیشہ پریشان رہتی۔ مجھے ایک لمحہ بھی سکون نہیں ملتا پہلے میں نے ڈاکٹروں اور

حکیموں کا علاج کیا۔ اور جو دوا چلتے پھرتے کسی سے معلوم ہوئی اس کو بھی استعمال کرایا۔ جب علاج سے تھک گئی تو بزرگوں فقیروں اور باباؤں کے یہاں حاضری دینی شروع کی۔ کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ سید سرکار کے یہاں حاضری دیا کرو۔ اس دربار سے تو ہزارہا لوگ فیض پاتے ہیں تم بھی اسی دربار میں جاکر حاضری دو اور منت مان لو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور فائدہ پہنچے گا۔ میں دربار سید سرکارؒ میں آئی اور عرضی پیش کی بچی کو لیکر حاضری دینے گئی۔ بہت جلد سید باباؒ کی یہ کرامت سامنے آئی کہ آنکھوں میں روشنی معلوم ہونے لگی جیسے امیدوں کی کرن پھوٹنے لگی ہو آج میری بچی کی آنکھیں پوری طرح روشن ہیں اسی لئے آج میں اپنی منت پوری کرنے آئی ہوں۔

ایک بار ایک عورت آئی اور اپنے لئے اولاد طلب کرنے لگی روتی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ یا سید سرکار خدا کیواسطے میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صاحب اولاد فرمائے اس زندگی سے تو موت بھلی معلوم ہوتی ہے نہ گھر میں سکون نہ محلہ میں اطمینان نہ بستی والے چین کی سانس لینے دیتے ہیں سبھی کی زبانوں پہ لعن وطعن ہے جینا دشوار ہے۔ روتے روتے بے خود ہونے لگی۔ اسی اثنا ایک شخص آیا اور ایک نو مولود بچے کو مزار شریف کے قریب رکھ کر روانہ ہو گیا۔ جب بچہ رویا تو لوگ اس کے وارث کو تلاش کرنے لگے اس بچہ کو اس سسکتی ہوئی عورت نے یہ کہہ کر اٹھایا کہ یہ سید باباؒ کی عنایت اور انعام ہے جو صرف میرے لئے ہے۔ اور خوشی خوشی روانہ ہو گئی۔ مشہور ہے کہ آقائے نعمت حضرت قطب عالم سید علی عرف سید باباؒ کی بارگاہ میں یہ بزرگ حضرات تشریف لاتے ہیں۔ ماہتاب ولایت حضرت احمد علی شاہؒ پیکر سیرت مولائے کائنات حضرت مولیٰ علیؒ تاج العارفین حضرت جمعہ شاہ، غازی اسلام امام التارکین حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہم۔ جس دور میں بزرگوں کی تشریف آوری کا چرچہ تھا اس دور میں

ہسٹنگ میں آبادی بہت کم تھی زیادہ جنگلات تھے۔ دربار سید باباؒ میں میرے دادا حضرت سید عبداللہ عرف چمیلی شاہ حضور مستقل رہتے تھے اور خدمت کرتے تھے اس کے علاوہ والد صاحب بھی اس خدمت میں برابر کے شریک رہتے تھے۔ والد صاحب کا بچپن تھا دادا جان کا وصال ہو گیا والد صاحب ہمہ وقت خانقاہ میں رہنے لگے دادا کے انتقال کے بعد معاشی حالات بہت خراب ہو گئے سید سرکار کے آستانے کے علاوہ کوئی سہارا بھی نہیں حضرت سید باباؒ کے مزار مبارک کے قریب کچھ کرسی پڑیں ہوئی تھیں اس پر والد صاحب بیٹھے تھے کہ ایک فقیر آیا اور والد صاحب کو ایک چاندی کا روپیہ دے گیا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جب تک رہا جب تک مفلسی رہی اس کے بعد آمدنی کے ذرائع بڑھ گئے آمدنی کا زیادہ تر حصہ والد صاحب قبلہ خانقاہ کی تعمیر میں صرف کرتے۔ ایک کونٹریکٹر فورٹ ولیم میں تھا۔ اس کا ایک مسئلہ الجھ گیا تھا جس کی وجہ سے وہ شخص بہت پریشان رہتا تھا دراصل وہ فورٹ ولیم میں سنگ مرمر دیتا تھا ایک دن سید سرکار کے حضور میں حاضر ہوا اور دعا کی اے سید سرکار اگر میرا کام پورا ہو جائے گا تو میں آپ کے دربار میں پتھر نسب کراؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ بے چارے کا کام انجام تک پہنچ گیا تو اس شخص نے مزار شریف کے اردگرد وہ پتھر لگوائے جو آج بھی مزار شریف کے قریب میں لگے ہوئے ہیں خانقاہ شریف کا اتنا کام ہو جانے کے باوجود پتھر نہیں ہٹائے گئے نہ انشاء اللہ ہٹیں گے۔ اس کے علاوہ بہت سی کرامات و واقعات ذہن میں محفوظ ہیں۔ یہ چند سطریں میں نے مولانا کے حکم کی تعمیل میں تحریر کیں انشاء اللہ کوئی موقع ملا تو پھر تحریر کروں گا۔

وصی احمد

سید محمد عرفان احمد وقاری مداری

حضرت سید علی الملقب سید باباؒ ایک کامل بزرگ ہیں ان کا مزار مقدس ہیسٹنگ میدان کلکتہ میں مرجع خلائق ہے۔ ہر مذہب وملت کے لوگ یہاں بلا تفریق حاضر ہوتے ہیں۔ ہر اک کو کامیابیاں ملتی ہیں۔ میری نظریں روز یہ دیکھتی ہیں مسلمان ، ہندو، سکھ، عیسائی، بدھشٹ اور کلکتہ میں مقیم جو غیر ملکی ہیں۔ خواہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں یا کسی مذہب سے متعلق ہوں مقرر کیئے ہوئے اوقات میں ضرور حاضر ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دسیوں برس ہو چکے ہیں لیکن ان کی حاضری کا سلسلہ ختم نہیں ہوااور ایسے لوگوں کی کثرت ہے کہ جو کم سے کم ہفتہ میں ایک بار ضرور حاضری دیتے ہیں۔ دنیا کس قدر بدل گئی ہے۔ اس ترقی یافتہ دور میں لوگ کتنے جدّت پسند ہو رہے ہیں اور دین سے کتنے دور ہوتے جارہے ہیں۔ لیکن ایسے نازک بے دینی کے دور میں بھی جب مسلمان پر کوئی مشکل گھڑی آتی ہے تو وہ اولیاء اللہ کا وسیلہ تلاش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اولیاء عظام کے طفیل اور وسیلے سے ہر مشکل آسان فرمادیتا ہے۔ جس کی جیتی جاگتی تصویر حضرت سید باباؒ کی مقدس بارگاہ ہے۔ جہاں روز دسیوں اور جمعرات وجمعہ اور اتوار سیکڑوں اور ہر سال عرس شریف میں جو مدار کے چاند کی ۲۷ر تاریخ کو ہوتا ہے لاکھوں انسان حاضر ہوتے ہیں نیک مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک نہیں سیکڑوں واقعات وکرامات میری آنکھوں نے دیکھے ہیں۔

ایک بار ایک شخص آیا روتا گڑگڑاتا آہ وفغاں کرتا تھا۔ اس کو شدید ترین کوڑھ تھا۔ ڈاکٹروں، حکیموں، معالجوں کے علاج سے اکتا کر سید باباؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا بڑی عقیدت ویقین واعتماد کے ساتھ حاضری دینا شروع کی۔ میرے ہاتھ سے ہی غسل کا

پانی راکھ وغیرہ لے جاتا پانی بہت عقیدت سے پیتا اس شخص کو کچھ عرصہ کے بعد فائدہ نظر آنے لگا۔ وہ شخص جب بھی دربار میں حاضر ہوتا تو مجھے تلاش کرتا میں اسے تشفی دیتا اور کہتا کہ مت گھبراؤ انشاء اللہ بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گے سید سرکار کے قربان جایئے بہت جلد صحت یاب ہو گیا۔ آج اس کی مسرتوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے جس حالت میں بھی رہے ہمیشہ حاضری کی سعادت حاصل کرتا رہتا ہے۔

ایسا ہی ایک واقعہ میری نظر کے سامنے آیا ایک صاحب دربار سید میں حاضر ہوئے گورارنگ چہرے پر پریشانیوں کے آثار نمایاں، بھیگی بھیگی آنکھیں، الجھے الجھے بال، اترا اترا چہرہ، پیلہ پیلہ رنگ، نڈھال اداس آکر دربار میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے میں نے دیکھا حال معلوم کیا پریشانیوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اتنی پریشانیاں کہ اگر یہ ساری پریشانیاں کسی پہاڑ پر نازل ہو جاتیں تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ سب سے زیادہ حیرانی کی بات تو یہ تھی کہ سارے جسم پر آبلے پڑگئے تھے ڈاکٹروں نے بتایا کہ یہ جزام ہے اس کا ٹھیک ہونا مشکل ہے یہ تمام حالات جب معلوم ہوئے تو ہم نے دلاسادیا کہ مت گھبرایئے انشاءاللہ آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے اس مرض کا علاج ان کی دعا ہے۔ ان سے لو لگائے رکھئے سید بابا کا فیض وکرم جس پر ہوتا ہے اس کے قریب بھی بلائیں نہیں آتیں۔ اسی روز سے یہ مشغلہ بنالیا کہ جمعرات کی شام پانی سید بابا میں رکھ جاتے صبح اٹھالے جاتے اور اس کا استعمال کرتے یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا پانی اور دیگر تبرکات کا استعمال کرتے رہے۔ نومہینے گذر جانے کے بعد مرض بالکل جاتا رہا موصوف اس کرامت سے اتنا گرویدہ اور محبت سے سرشار ہوئے کہ ساری عمر دربار سید میں گذارنے کا عزم مصمم کرلیا۔ آج بھی خانقاہ میں خدمت کرتے ہیں۔ میں بچپن میں سید بابا کے دربار میں بہت کم حاضری دیتا

تھا۔ جب پندرہ سال کی عمر ہوئی تب سے ہر جمعرات کو حاضری کی سعادت حاصل کرنے لگا۔ بات حیرت کی یہ ہے کبھی کوئی عرضی پیش کی تو کامیابی ملی۔ تعلیمی دور میں اپنے کامیاب ہونے کی دعا کرتے اللہ کا ہمیشہ فضل رہا کبھی بھی ناکامی نہیں ہوئی۔ کالج کے ایام میں یہ خیال اکثر چٹکیاں لیتا تھا میں بھی کسی دوسرے ملک میں ملازمت کے لئے جاتا غیر ممالک جانے کی اس لئے اور بھی آرزو تھی کہ میرے بہت سے دوست بیرون ممالک ملازمت کرتے ہیں۔ میں نے تمام ضروری کاغذات مثلاً پاسپورٹ وغیرہ دوسرے ملک جانے کے لئے جمع کر دئے کچھ سورس بھی لگائے لیکن اثبات میں کوئی جواب نہیں ملا۔ یہاں تک آٹھ مہینے ہو گئے اس دن جمعرات کی شام میں خوب رو رو کر اپنی عرض داشت پیش کی۔ اے دکھیوں کے دکھ دور کرنے والے مصیبت کے ماروں کی مصیبت میں کام آنے والے اے غمزدوں کے غمخوار اے بے سہاروں کے سہارے اے بگڑی بنانے والے دامن بھرنے والے داتا اے اللہ کے ولی اے سرداروں کے سردار اے سید سرکار سارا زمانہ آپ سے بہ فضل خدا فیض پاتا ہے۔ کیا میری قسمت بنے گی میں نے منت مانی کہ اگر میری نوکری کی اطلاع جلد مل گئی تو میں بھی چادر چڑھاؤں گا۔ دوسرے ہی دن خبر مل گئی جس کے لئے میں پریشان تھا الغرض سعودیہ گیا وہاں سے جب تین سال کے بعد واپسی ہوئی تو دربار سید؁ میں چادر چڑھائی اپنی منت پوری کی۔ پھر ارادہ کیا کہ باہر جاؤں لیکن اب کے والد محترم الحاج سید سلطان احمد وقاری مداری نے نہ جانے دیا۔ مستقل سید بابا کی بارگاہ میں حاضری رہتی ہے صبح فجر کی نماز کے بعد حاضر ہو جاتا ہوں عصر کے بعد یا پھر رات کسی وقت گھر کی طرف جاتا ہوں دھیرے دھیرے یہ عالم ہوتا جا رہا ہے کہ یہ بھی جی نہیں چاہتا کہ شہر میں بھی برائے سیر و تفریح کہیں جاؤں۔ دنیا کا بوجھ اور لالچ بھی دھیرے دھیرے ذہن سے نکلتا جا رہا

ہے یہ عالم تب سے اور بھی ہونے لگا جب سے میں سلسلہ عالیہ مداریہ میں بیعت ہوا۔ میرے مرشد گرامی افتخار اصفیا منظر ابوالوقار مولانا الحاج سید محمد منظر علی میاں جعفری وقاری مداری سجادہ نشین آستانہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف کی چشم عنایت مجھ پر ایسی ہو گئی کہ اب مجھے اپنی دنیا بدلتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔

میں قارئین کرام سے یہ گذارش کروں گا کہ میرے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالٰی سرکار قطب المدار رضی اللہ عنہ کی نسبت کی لاج رکھ لے دنیا و آخرت میں سرخروئی و سرفرازی عطا فرمائے (آمین)

سید محمد عرفان احمد

امداد غیبی

ایک بار ایک شخص شاہ سخا کی بارگاہ میں حاضر ہوا جس کا نام شیخ بھوا تھا دن کا تقریباً گیارہ بجا تھا شیخ بھوا بہت زیادہ بھوکا تھا شاہ سخا سے عرض کرنے لگا کہ حضور مجھے بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کے لئے عنایت کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا کھائے گا وہ کہنے لگا کہ اگر میٹھا ہو تو زیادہ مناسب ہے آپ نے فرمایا کہ ابھی آ جائے گا یہ فرمانا تھا کہ ایک اجنبی شخص جلیبیوں سے بھرا ہوا طشت لے کر نمودار ہوا شیخ بھوا کو بڑی حیرت ہوئی بھوا نے خوب سیر ہو کر جلیبیاں کھائیں۔

انگشت بدنداں رہ گئے

اکثر پاگل اور دیوانے آسیب زدہ لوگ آتے ہیں اگر کوئی دیوانہ زنجیروں میں باندھ کر لایا جاتا تو آپ اس کو کھلوا دیتے آپ جب کھلوا دیتے پاگل آدھے اچھے ہو جاتے اس کے بعد آپ تیل پانی وغیرہ پڑھ کر دیتے اور بہت جلد مریض صحت یاب ہو جاتا۔

ایک مرتبہ ایک شخص زنجیروں میں کس کر لایا گیا کئی لوگ اس کو سنبھالنے والے موجود تھے پھر بھی وہ قابو میں نہ آتا تھا شاہ سخا کے حضور لوگ لے کر آئے آپ نے اس کو دیکھا اور لوگوں سے کہا کہ اس کو کھول دیا جائے عجیب بات سامنے آئی کہ لوگوں نے جب اس کو کھول دیا تو وہ پاگل اپنی اصلی حالت میں آگیا یہ دیکھ کر لوگ انگشت بدنداں رہ گئے۔

محمد اکرم مداری

یہ اس دور کی بات ہے جب مقبرہ وغیرہ تعمیر نہ ہوا تھا چاروں طرف جنگلات تھے گھنے درختوں سے گھرا ہوا مزار سید علی شاہؒ ایک عجیب غریب منظر پیش کرتا تھا لوگ رات میں آتے ہوئے گھبراتے تھے اتنے میں اکرم مداری وہاں پہنچے اور عرض کرنے لگے کہ حضور میں بہت بھوکا ہوں میں نے آج کھانا نہیں کھایا کچھ ہو تو عنایت فرمائیں شاہ سخا نے فرمایا کہ کیا کھائے گا عرض کرنے لگے اگر بریانی ہو تو کیا بات ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مطمئن رہو تھوڑی دیر گذری تھی کہ سامنے ایک ٹم ٹم رکا اور اس سے ایک شخص اترا جسکے ہاتھوں میں ایک تھال تھا وہ تھال بریانی سے لبریز تھا۔ محمد اکرم مداری نے خوب بریانی کھائی۔

دخل اندازی

عبدالغفار نام کے ایک سپاہی نے مزار شریف کے معاملہ میں دخل اندازی شروع کی طرح طرح کی افتاد اٹھاتا اور لوگوں کو شاہ سخا کے خلاف بھڑکاتا مزار شریف کے خدمت گذار حضرات کو سکھاتا یہاں تک ایک مقدمہ اس شقی القلب نے دائر کیا جب پیشی ہوئی تو جج نے سوالات کئے آپ نے ان سوالات کے جواب بڑی بے باکی

سے دیئے اور کوئی جھوٹ نہ بولا۔ جج گفتگو سن کر اتنا متاثر ہوا کہ مقدمہ کو خارج کر دیا۔ عبدلغفار سے حضرت نے فرمایا کہ میں اپنا تمہارا معاملہ خدا کے حوالے کرتا ہوں چند روز کے بعد اس بدبخت کے بیٹے کی بینائی چلی گئی۔ اور وہ اس کے لئے دربدر بھٹکنے لگا۔

قسمت کے ستارے منقبت سید بابا مداری رحمۃ اللہ علیہ

پیارے نبی کی آنکھوں کے تارے — تم ہو خدا کے پیارے
فخر ہے ہم کو ہم ہیں تمہارے — تم ہو خدا کے پیارے
حاصل ہے اس چاند کی نسبت — قطب جہاں سے جس کو ہے قربت
ماند ہوں کیوں قسمت کے ستارے — تم ہو خدا کے پیارے
بٹتی ہے ایمان کی دولت — عرفان و قرآن کی دولت
بیٹھیں ہیں ہم دامن کو پسارے — تم ہو خدا کے پیارے
تم جو کہو سرکار بلائیں — طیبہ میں کچھ دن ہم بھی بتائیں
بس یہ لگن ہے دل میں ہمارے — تم ہو خدا کے پیارے
اس دنیا کا راج بھی تم ہو — حشر کے دن کی لاج بھی تم ہو
سب کچھ ہے صدقے میں تمہاے — تم ہو خدا کے پیارے
غیر کے در پر ہم کیوں جائیں — دامن اپنا کیوں پھیلائیں
جب دکھیوں کے تم ہو سہارے — تم ہو خدا کے پیارے
حشر میں جب نفسی نفسی ہو — سب کو اپنی اپنی پڑی ہو
محضر ہو بس ساتھ تمہارے — تم ہو خدا کے پیارے

منقبت شریف ۔ محضر مداری

خرد کیا ہے وہ پہچانا نہیں ہے
جو دل سید کا دیوانہ نہیں ہے

عجب دستور ہے اس میکدے کا
کسی کا خالی پیانہ نہیں ہے

سبھی ہیں آپ کے اور آپ سب کے
یہاں پر کوئی بیگانہ نہیں ہے

نہ ہوگی جب تلک پوری تمنا
ہمیں در سے ترے جانا نہیں ہے

دو عالم میں نہ پائے گا بلندی
جو تری عظمتیں مانا نہیں ہے

تری شمع ولا پر ہو نہ قرباں
حقیقت میں وہ پروانہ نہیں ہے

مژرہ امید

وارثِ ہر انبیاء ہیں حضرتِ سید علی
نورِ عین مصطفیٰ ہیں حضرتِ سید علی

لہلہائے گی یقیناً مژرہ امید آج
ابرِ فیضان وعطا ہیں حضرتِ سید علی

مژرہ امید

غم زدوں کو آپ کے روضہ پہ ملتا ہے سکوں
آپ ہر غم کی دوا ہیں حضرتِ سید علی

زائرِ در پہ بھی نظر عنایت کیجئے
سب لگائے آسرا ہیں حضرتِ سید

یہ تو وہ ہیں جن پہ سایہ حضرتِ علی
کوئی کیا سمجھے کہ کیا ہیں حضرتِ علی

آپ ہیں بے شک امینِ نسبتِ قطب المدار
افتخارِ اولیاء ہیں حضرت سید علی

آشکارہ ان پہ ہیں محضر رموزِ معرفت
عارفوں کے پیشوا ہیں حضرت سید علی

منقبت شریف

دل سید سے لگائے

تو سید کا بن جا تو ہو جا سید کا

تو سید کا بن جا تو ہو جا سید کا
سید کے میخانے سے پایا عشقِ نبی کا جام
ان ہی بزرگوں نے پھیلایا ہند میں ہے اسلام
کفر کی ظلمت چھٹ جائے گی پائے گا ایمان

تو سید کا بن جا تو ہو جا سید کا
قرآں میں ظاہر فرمایا رب نے ہے سید کو
اسلکم سن کر پہچانا سب نے ہے سید کو
ہم ہی نہیں کہتے ہیں یہ تو کہتا ہے قرآن
تو سید کا بن جا تو ہو جا سید کا

رحمت عالم کی ہے عنایت اس پہ خدا کا کرم ہے
سید کی چوکھٹ پر جس کا سر عقیدت خم ہے
اک سنی اک سچے مسلماں کی ہے یہی پہچان
تو سید کا بن جا تو ہو جا سید کا

ہر در پہ دامن پھیلانا سر کو جھکانا چھوڑ
دل اپنا سید سے لگا لے در در جانا چھوڑ
جو مانگے گا وہ پائے گا میرا کہنا مان
تو سید کا بن جا تو ہو جا سید کا

اس دربار کی خاک میں پنہاں ہے عالم کی نعمت
ان کا دیار پاک ہے محضر اہلِ نظر کی جنت
ٹھکرا کر ساری دنیا کو بس کچھ دن مہمان
تو سید کا بن جا تو ہو جا سید کا

مدارِ زندگی

محضر مداری مکنپوری

لالہ زارِ زندگی سید علی کا آستاں
ہے بہارِ زندگی سید علی کا آستاں
یہ جہاں کرتا ہے عزت تیری نسبت کے طفیل
افتخارِ زندگی سید علی کا آستاں
زندگی کے ہر نفس کا آپ پر دار و مدار
ہے مدارِ زندگی سید علی کا آستاں
آپ کی نسبت کے صدقہ پایا لوگوں میں وقار

ہے وقارِ زندگی سید علی کا آستاں
تشنگانِ معرفت ہوتے یہاں سیراب ہیں
آبشارِ زندگی سید علی کا آستاں
مضطرب دل کو سکوں ملتا ہے اس دربار میں
ہے قرارِ زندگی سید علی کا آستاں

اے مدار

آپ کا در جسے ملا سید مل گئے اس کو مصطفیٰ سید
اس کو غم سے نجات مل جائے جو بھی دل سے پکارے یا سید
مجھ سے مجبور غم کے مارے کا کون ہے آپ کے سوا سید
آپ سے اے مدار کے پیارے پاتے ہیں فیض اولیاء سید
جو درِ مصطفیٰ پہ پہنچا دے وہ ملے مجھ کو راستہ سید
آپ کی جو نگاہ اٹھ جائے صاف ہو دل کا آئینہ سید
خیریت ہو ہماری بستی میں
بس ہے محضر کی یہ دعا سید

محضر مداری

بنگال کی بہار

ہر در سے شاندار ہے سید کا آستاں
بنگال کی بہار ہے سید کا آستاں
اس بزم کائنات میں پیاسوں کے واسطے
رحمت کا آبشار ہے سید کا آستاں
بکھرے ہوئے مزار پہ ہیں پھول ہر طرف
ہر لمحہ پر بہار ہے سید کا آستاں

آتے ہیں بھیک لینے یہاں بادشاہ بھی
کس درجہ باوقار ہے سید کا آستاں

دل بسمل

غمزدہ نے ترے دربار میں پائی ہے خوشی
حضرت سید علی سید علی سید علی
مردہ دل لوگ بھی پاتے ہیں یہاں زندہ دلی
حضرت سید علی سید علی سید علی
مل گیا غم کے سمندر میں کنارہ اس کو
اور بھنور نے دیا خود بڑھ کے سہارا اس کو
جب کسی کے دلِ بسمل سے صدا یہ نکلی
حضرت سید علی سید علی سید علی
بہرہا ہے یہاں اک فیض کا دریا سید
ہر زبان سے یہی سنتا ہوں میں چرچہ سید
آپ کی شان کا بنگال میں دیکھا نہ ولی
حضرت سید علی سید علی سید علی
یہاں مظلوموں کے دکھ دور کئے جاتے ہیں
حوصلے ظلم کے بھی چور کئے جاتے ہیں
مطمئن ہو کے یہاں سے گیا ہر ایک دکھی
حضرت سید علی سید علی سید علی
ہم ترے در پہ ہیں اے وارثِ کوثر آئے
اپنا پیمانۂ دل خالی ہیں لے کر آئے

ساری دنیا میں ہے مشہور تیری دریا دلی
حضرت سید علی سید علی سید علی
اُس کے قدموں میں جھکا سارا زمانہ محضر
مل گیا اس کو دو عالم کا خزانہ محضر
جس کی جانب بھی تری چشم عنایت، اٹھی
حضرت سید علی سید علی سید علی

امامت کا مظہر

مانگنے والے پھر کیوں نہ مانگے جب عطاؤں پہ مائل سخی ہے
سب ہی دامن پسارے ہوئے ہیں بھیک در پہ ترے بٹ رہی ہے
قطب عالم جسے بھی جہاں میں ترے در کی گدائی ملی ہے
مطمئن ہے وہ دونوں جہاں میں اس کے قدموں میں تاج شہی ہے
عرسِ سید علی کی یہ شب ہے سب کے چہروں سے ظاہر خوشی ہے
ہے عقیدت ہر اک دل میں رقصاں ہر طرف اک نئی زندگی ہے
ہے نبی کی امامت کا مظہر۔ ہے علی کی ولایت کا پیکر
ہے مدار جہاں کا جو پیارا ہاں یہی تو وہ سید علی ہے
ترے در سے سبھی کو ہے ملتا ہم بھکاری ہیں اور تو ہے داتا
کیوں کسی در پہ دامن پساریں ترے دربار میں کیا کمی ہے
آپ ہیں آفتابِ ولایت آپ کی یہ ہے ادنیٰ کرامت
ہے خضر پور میں آستانہ سارے بنگال میں روشنی ہے
ان کا رشتہ ہے قطب جہاں سے اس لئے ہے عقیدہ یہاں سے

اس پہ بھی کیجئے نظر عنایت آگیا در پہ محضر علی ہے

نقش پا

طلب کیا جو کبھی آسرا ہے سید کا — سہارا اس گھڑی مجھ کو ملا ہے سید کا
تمہارا نقش کف پا لگائے ہے دل سے — غلام جو بھی ہے وہ باوفا ہے سید کا
کسی نظارے کی حاجت نہیں نظر کو میری — کہ میرے سامنے اب مقبرہ ہے سید کا
چراغ عشق بنی اسکے دلمیں روشن ہے — جو کرتا پیار سے روشن دیا ہے سید کا
وہ راہ حق سے کبھی بھی بہک نہیں سکتا — جو اختیار کئے راستہ ہے سید کا

قطعہ

برائے شاہ سخا سید سلطان احمد و قاری مداری

مدار پاک سے ہے جن کی نسبت ہے یہ وہ آستاں سید علی کا

ہوئے سلطان احمد شیز یزداں ملا جب سلسلہ کلب علی کا

سید کا دربار

ہوگا یہاں سے اہل نظر کو طیبہ کا دیدار — سجا ہے سید کا دربار
اس دربار کی خاک اٹھا لے — اور اپنی آنکھوں سے لگالے
پائے شفاء اس خاک سے یار و ہر دل کا بیمار — سجا ہے سید کا دربار
غنچوں میں نغموں کا ترنم — کلیوں کے لب پر ہے تبسم
فیض و کرم کا جیسے کھلا ہے ہر جانب گلزار — سجا ہے سید کا دربار
دامن ہیں سلطان پیارے — آپ غریبوں کے بھی سہارے
روضے کے جلوؤں سے نمایاں رحمت کے آثار — سجا ہے سید کا دربار
ہراک لب پر سید علی ہے — یوں ہی نہیں یہ بھیڑ لگی ہے
آپ کے روضہ پر پایا ہے ہر دکھیا نے پیار — سجا ہے سید کا دربار

روشن روشن ہر اک در ہے — شام یہاں کی رشک سحر ہے
دیکھ لے انکی زندہ کرامت ہو جس کو انکار — سجا ہے سید کا دربار
یہ کتنا پیارا منظر ہے — جھوم اٹھا ہر ایک بشر ہے
محضؔر کے لب پر جب آئے ہیں تیرے اشعار — سجا ہے سید کا دربار

منقبت شریف

اس منقبت میں صاجبزادگان سلطان کے اسماء ہیں۔

محضؔر کے ارمان

۱ آپ کے در کے گدا سلطان ہیں — کس قدر سید علی ذیشان ہیں
۲ ہو نظر ان پر کہ شمسیؔر و نصیؔر — آپ کے دربار کے دربان ہیں
۳ آپ کو عرفان کا عرفان ہے — آپ سید صاحب عرفاؔن ہیں
۴ راہ پر تیری وصی ہوں گامزن — یہ دلِ سلطان کے ارمان ہیں
۵ ہے تمنا راہِ احمؔد پر چلیں — یہ ابھی کم عمر جو عمراؔن ہیں
۶ مطمئن ہے ہر کبیؔر دہر صغیؔر — آپ کے ہر ایک پہ احسان ہیں
۷ از طفیلِ مصطفیٰ ہو اک نظر — حاضرِ در جس قدر مہمان ہیں
۸ کرتے ہیں تقسیم جو سید علی — وہ مدار پاک کے فیضان ہیں
۹ قطب عالم کا چمن پھولے پھلے
۱۰ بس دل محضؔر کے یہ ارمان ہیں

عرس سید علی

ہر طرف آج رحمت کی برسات ہے — عرسِ سیدِ علی آج کی رات ہے
نور پھیلا ہے جلوؤں کی بہتات ہے — عرسِ سید علی آج کی رات ہے
ہم ہی کہتے نہیں یہ تو کہتے ہیں سب — ان کا پیار انسب ان کا پیار القب
ہو جو ابن علی اسکی کیا بات ہے — عرس سید علی آج کی رات ہے
ہم غریبوں کا دنیا میں کوئی نہیں — ہم تو ہیں آپ کے ہے ہمیں یہ یقین

بے کسوں کے لئے آپ کی ذات ہے   عرسِ سید علی آج کی رات ہے
آج دولہا بنا ہے کوئی بے گماں   اورہے دلہن کی طرح سجا آستاں
ساتھ دیوانوں کی جیسے بارات ہے   عرسِ سید علی آج کی رات ہے
اپنا دامن پسارے رہو زائیرو   جو بھی چاہو یہاں آج تم مانگ لو
بٹتی قطب دوعالم کی خیرات ہے   عرسِ سید علی آج کی رات ہے
آپ کا جو بھی ہو کیوں نہ سلطان ہو   کیوں زمانے سے محضؔر پریشان ہو
سرپہ سید علی آپ کا ہاتھ ہے   عرس سید علی آج کی رات ہے

منقبت شریف

کبھی کبھار نہیں بار بار ہوتا ہے   تمہاری دید کو دل بے قرار ہوتا ہے
تمہارے روضہ عالی کو دیکھ لیتاہوں   جو ہجر طیبہ میں دل بے قرار ہوتا ہے
تمہاری یاد ہے کافی رفوگری کے لئے   جو غم سے دامن دل تار تار ہوتا ہے
رکھی ہوئی ہیں درود وسلام کی کلیاں   تمہارا عرس پیام بہار ہوتا ہے
یہ اور بات کہ ہم میں نہیں ہے ظرف قبول   حضور کا تو کرم بے شمار ہوتا ہے

قبول ہوگئی اس در کی حاضری محضؔر
ترا مدینہ میں اب انتظار ہوتا ہے

گلستانِ مدار

منقبت شریف

اگر ہو نذرِ عقیدت قبول سید علی
میں سمجھوں ہوگئی محنت وصول سید علی

مہک سے جس کی معطر ہے گلستانِ مدار
مجھے یہ لگتا ہے تم ہو وہ پھول سید علی
رسول پاک سے اک رابطِ خاص ہے تم کو
کہ تم ہو فخر علی ، بتول سید علی
تم ایسے ھادیٔ برحق کی آل ہو جس پر
کلام حق کا ہوا ہے نزول سید علی
تمہارے روضۂ اطہر کی دید کیا کہنا
نہال ہوتے ہیں قلب ملول سید علی
خدا کے واسطے کرنا معاف محضؔر کو - اگر کبھی کوئی ہوجائے بھول سید علی

زندہ کرامت

اولیاءاللہ سے جس طرح ان کی حیات ظاہری میں تصرفات جاری رہتے ہیں اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی فیضیان وتصرفات وکرامات کا سلسلہ جاری رہتا ہے اسی قسم کے واقعات نے اس جدید سائنسی دور میں بھی وہ لوگ جو سراسر دین ، دھرم کے ہی قائل نہیں ان کو بھی اولیاء اللہ کے مزارات پر جھکادیا یوں تو آئے دن کوئی نہ کوئی کرامت سید بابامداری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مقدس سے ظاہر ہوتی رہتی ہے لیکن اس واقعہ نے تمام بنگال و بہار اور بنگلہ دیش اور جہاں جہاں کے لوگوں نے

دیکھا اور سنا انگشت بدنداں رہ گئے۔

سید بابا مداری رحمۃ اللہ علیہ کے عالیشان مقبرے کے آس پاس کوئی عمارت نہیں ہے عمارتیں مقبرے سے دور دور ہیں۔ خانہ بدوش قسم کے لوگ آستانۂ سید بابا کے ارد گرد پڑے رہتے ہیں یا وہ فقراء جن کا دارومدار سید سرکار کا آستانہ ہے

میں اکثر سنا کرتا تھا کہ ایک پل بنے گا جس سے سارا ٹرافک ہاوڑا ہو کر آگے جائیگا اور اس کیلئے بہت سے پل بنائے جائینگے وہ سارے پل دربار سید کے ارد گرد سے ہو کر گذریں گے دیکھتے ہی دیکھتے کام بھی شروع ہو گیا۔ آگے پیچھے دائیں بائیں چاروں طرف پل کا کام شروع ہو گیا۔ سید شاہ بابا کے آستانے کے پچھم کی طرف ایک پل تعمیر کیا جا رہا تھا۔ جو دربار سید کے اوپر سے گذر رہا تھا۔ جب یہ معاملہ صاحب سجادہ سید سلطان احمد وقاری مداری صاحب نے دیکھا تو انجنیر کو تنبیہ کی کہ پل بنا رہے ہو تو بناؤ لیکن سید سرکار کے آستانے سے پل کو دور رکھو انجنیر نے سنی ان سنی کردی بات نہ مانی آہستہ آہستہ پل کا سارا کام مکمل ہو گیا۔

اپریل کی ۲۰/۱۹۸۶ء تاریخ تھی۔ اتوار کا دن تھا۔ صبح کے ۸/ بجے تھے کہ اچانک لوگوں نے چرچراہٹ کی آواز سنی دیکھتے دیکھتے وہ فولادی پل زمین پر ایسے پھٹ پڑا جیسے تیز طوفان میں بڑے درخت زمین پر گر جاتے ہیں۔ ایک دھماکے کی آواز ہوئی آن کی آن ہزاروں لوگ جائے واردات پر پہونچ گئے۔ اب سبھی کو یہ حیرت تھی کہ وہ پل جسکو ایسے بنایا گیا ہو کہ کم سے کم ایک سو برس اس پر سے ٹرافک گزرے وہ اچانک کیسے زمین پر گر گیا معاملہ ایسا تھا کہ جسکو نہ اتفاق کہا جاسکتا تھا اور نہ انجنیر و مزدوروں کی لاپرواہی اس لئے کہ اگر اتفاق او لاپرواہی ہوتی تو اور بھی بہت سے پل بنے ہوئے تھے کسی جگہ پر یہ واقعہ ہو سکتا تھا۔ سید بابا کے آستانے کے قریب ہی یہ

واقعہ کیوں ہوا ہر آدمی کی زبان پر بالاتفاق تھا کہ یہ تو سید کی کرامت ہے۔

لاکھوں لوگ ان دنوں بارگاہ سید بابا میں حاضر ہوتے رہتے ہندوستان کے مختلف شہروں اور قصبوں اور دیہاتوں سے لوگ آآکے دیکھتے اور کسی نے سچ کہا ہے کہ

۱۔ اولیاء راہست قدرت از الہ

۲۔ تیر جستہ باز گرداند زراہ

☆☆☆